شعبه تحقیق و اشاعت

الحق البیان لائیریری

آزادی

ایک نعمتِ خداوندی

اس کی قدر کیجئے

قرآن و سنت کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعه

تحقیق و تالیف

انسانی حقوق، مُعبشنت، تاریخ اِمت،

اور معاشرتی ذمہ داریون کے تناظز میں



وَقُلِ الْحَقُ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَن شَاءَ فَلِيُسْوِمِنْ وَمَن شَاءَ فُلِيَكْفِرِاِنَ نَاَعْتَدُتَا لِلظّٰلِمِين تَارًا

أحَاظَ بِهِم

کہہ دو: حق: تمہارے رب کی طرف سے ہے، پھر جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

پےشک ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے جس کے گھیرے اُن کو چاروں طرف سے گھیرے ہیں۔

(سورة الگهف : 29)

آزادی ایک نعمتِ خداوندی

اس کی قدر کیجئے

ایک تحقیقی مطالعه

شعبه تحقیق و اشاعت

الحق البیان لائیریری

سرورق

آزادی — ایک نعمتِ خداوندی، اس کی قدر کیجیے

قرآن و سنت کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

ترتیب و علمی تدوین

شعبہ تحقیق و اشاعت

الحق البیان لائبریری

معاونت چیٹ جی پی ٹی

پہلی اشاعت

الحق البیان لائبریری

زبان

اردو

موضوع

آزادی

قرآن و سنت کی روشنی میں آزادی، قومی ذمہ داری اور تعمیرِ وطن کا ایک تحقیقی مطالعہ

اشاعتی کوڈ

AHBL_2026_AAZA_002_R01

حقوقِ اشاعت

اشاعتی ادارہ :

شعبۂ تحقیق واشاعت

الحق البیان لائبریری

Al_Haqq Al_Bayān Library

موضوع:

آزادی

قرآن وسنت کی روشنی میں آزادی، قومی ذمہ داری اور تعمیرِ وطن کا ایک تحقیقی مطالعہ

زبان:

اردو

اشاعتی نوعیت:

علمی وتحقیقی اشاعت

A Scholarly Reference Edition

انتساب

یہ کتاب، ان تمام شہداء، مجاہدینِ آزادی اور وطن کے اُن گمنام محسنوں کے نام،

جنہوں نے ایمان، اخلاص، قربانی اور استقامت کے ساتھ آزادی کی نعمت کے حصول، اس کے تحفظ اور اس کی بقا کے لیے اپنی جانیں، اپنا مال، اپنا وقت اور اپنی صلاحیتیں وقف کر دیں۔

اور

ان تمام علماء، اساتذہ، والدین، افواجِ پاکستان، قانون نافذ کرنے والے اداروں، محنت کشوں، کسانوں، مزدوروں، ڈاکٹروں، انجینئروں، تاجروں، طلبہ اور ہر اُس باکردار پاکستانی شہری کے نام،

جو دیانت، عدل، امانت، محنت اور خدمتِ خلق کے ذریعے ایک مضبوط، پُرامن، خوش حال اور باوقار پاکستان کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، ہمارے وطنِ عزیز پاکستان کو ہمیشہ امن، استحکام اور ترقی عطا فرمائے، اور ہمیں آزادی کی اس عظیم نعمت کی صحیح قدر کرنے اور اس کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مقصدِ اشاعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمدٍ رسول اللہ ﷺ، وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین۔

یہ کتاب اس احساس کے ساتھ مرتب کی گئی ہے کہ آزادی، اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور ایک بھاری امانت ہے۔ اس کی قدر صرف وہی قوم کر سکتی ہے جو ایمان، عدل، علم، اخلاق، اتحاد اور ذمہ داری کو اپنی اجتماعی زندگی کا حصہ بنائے۔

اس کتاب کا مقصد محض آزادی کی تاریخ بیان کرنا یا حب الوطنی کے جذبات ابھارنا نہیں، بلکہ قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ واضح کرنا ہے کہ ایک مسلمان کی نظر میں آزادی کا حقیقی مفہوم کیا ہے، اس کی حفاظت کن اصولوں سے ممکن ہے، اور ایک مضبوط، پُرامن اور خوش حال پاکستان کی تعمیر میں ہر شہری کا کیا کردار ہے۔

اس کتاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ آزادی کو صرف ایک سیاسی یا قومی مسئلہ نہیں بلکہ ایک دینی، اخلاقی اور اجتماعی ذمہ داری کے طور پر سمجھایا جائے، تاکہ قاری اپنی ذات کی اصلاح کے ساتھ اپنے خاندان، معاشرے اور وطن کی تعمیر میں بھی مثبت کردار ادا کر سکے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس معمولی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اسے حق کی معرفت، وطن کی محبت، قومی وحدت اور اصلاحِ معاشرہ کا ذریعہ بنائے، اور اسے ہمارے لیے صدقۂ جاریہ قرار دے۔

آمین یا رب العالمین

اس کتاب کا منہج

یہ کتاب قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں آزادی، قومی ذمہ داری اور ریاستی استحکام کے اسلامی تصور کو عام فہم اور تحقیقی انداز میں پیش کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں درج ذیل اصول ملحوظ رکھے گئے ہیں:

- ✓ قرآنِ کریم کو بنیادی ماخذ کی حیثیت دی گئی ہے۔
- ✓ احادیثِ نبوی ﷺ میں حتیٰ الامکان صحاحِ ستہ کی روایات کو اصل متن میں ترجیح دی گئی ہے۔
- ✓ آزادی کو محض سیاسی نعرے کے بجائے ایمان، عدل، امانت، قانون کی پاسداری، اخلاق، علم اور خدمتِ خلق کے ساتھ مربوط کر کے پیش کیا گیا ہے۔
- ✓ تحریر میں اعتدال، علمی دیانت، مثبت اندازِ فکر اور عملی رہنمائی کو مقدم رکھا گیا ہے۔
- ✓ اختلاف، نفرت اور تعصب کے بجائے اتحاد، باہمی احترام اور قومی یکجہتی کے فروغ کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔
- ✓ کتاب کا مقصد کسی جماعت، شخصیت یا ادارے پر تنقید نہیں بلکہ ہر شہری میں خود احتسابی، ذمہ داری اور اصلاح کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔

اگر اس کتاب کا کوئی قاری اپنی ذات میں ایک مثبت تبدیلی پیدا کر لے، اپنے فرائض کو زیادہ دیانت داری سے ادا کرنے لگے، یا وطن کی تعمیر میں اپنا کردار بہتر انداز سے نبھانے کا عزم کر لے، تو یہی اس کاوش کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔

مصنف کی گزارش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، أما بعد:

انسانی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آزادی ہمیشہ سے انسان کی بنیادی خواہش، فطری ضرورت اور عظیم نعمت رہی ہے۔ جب بھی کسی فرد یا قوم سے آزادی چھینی گئی، اس کے ساتھ اس کی عزت، اختیار، ترقی اور امن بھی متاثر ہوئے۔ اسی لیے تاریخ کے ہر دور میں انسان نے ظلم، جبر اور غلامی کے خلاف جدوجہد کی اور عزت و آزادی کے حصول کے لیے بے شمار قربانیاں دیں۔

اسلام نے انسان کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا درس دیا اور اسی بندگی کو حقیقی آزادی قرار دیا۔ جب انسان اپنے خالق کا فرمانبردار بن جاتا ہے تو وہ ہر باطل قوت، ہر ظلم اور ہر ناجائز غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ قرآنِ کریم نے عدل، مساوات، انسانی عزت، امانت، اخوت اور حقوق العباد کو جس انداز سے بیان کیا ہے، وہ ایک ایسے معاشرے کی بنیاد فراہم کرتا ہے جہاں آزادی صرف ایک نعرہ نہیں بلکہ ایک ذمہ دارانہ طرزِ زندگی بن جاتی ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں نے بھی اپنی دینی، تہذیبی اور اجتماعی شناخت کے تحفظ کے لیے ایک طویل اور صبر آزما جدوجہد کی، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی صورت میں ایک عظیم نعمت عطا فرمائی۔ اس آزادی کے حصول میں لاکھوں مسلمانوں نے ہجرت کی، جانوں کا نذرانہ پیش کیا، اپنے گھر بار چھوڑے اور بے شمار مشکلات برداشت کیں۔ ان قربانیوں کا تقاضا ہے کہ ہم اس آزادی کو صرف ایک تاریخی واقعہ نہ سمجھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی امانت تصور کرتے ہوئے اس کی حفاظت اور تعمیر کو اپنی دینی، قومی اور اخلاقی ذمہ داری سمجھیں۔

اس کتاب کی تصنیف کا مقصد کسی شخصیت، جماعت، قوم یا طبقے پر تنقید کرنا نہیں، بلکہ قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں آزادی کی قدر، اس کے تقاضوں، قومی ذمہ داریوں اور تعمیرِ وطن کے بنیادی اصولوں کو عام فہم، مستند اور متوازن انداز میں پیش کرنا ہے۔ اس کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ آزادی کے موضوع کو صرف سیاسی نقطۂ نظر سے نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے جامع تناظر میں دیکھا جائے۔ اس میں آزادی کا حقیقی مفہوم، غلامی کی حقیقت، اسلام کی اصلاحی حکمت، آزادی پر شکر، قیامِ پاکستان، قومی اتحاد، معاشرتی ذمہ داریاں، اخلاقی اصلاح اور مستقبل کی تعمیر جیسے اہم موضوعات کو اختصار کے ساتھ مگر تحقیقی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

اس تصنیف میں حتی المقدور یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ بنیادی استدلال قرآنِ کریم اور صحاحِ ستہ کی صحیح احادیث سے اخذ کیا جائے، تاکہ قاری براہِ راست اسلام کے مستند مصادر سے رہنمائی حاصل کر سکے۔ جہاں تاریخی واقعات کا ذکر آیا ہے، وہاں مقصد صرف پس منظر کی وضاحت ہے، نہ کہ تاریخ کی تفصیلی بحث۔ یہ کتاب محض مطالعہ کے لیے نہیں لکھی گئی بلکہ اس غرض سے مرتب کی گئی ہے کہ قاری ہر باب کے بعد اپنے کردار، اپنے خاندان، اپنے معاشرے اور اپنے وطن کے بارے میں غور کرے، اپنی ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرے اور اپنی عملی زندگی میں مثبت تبدیلی لانے کی کوشش کرے۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر کتاب کے اختتام پر **خود احتسابی کا جامع چیک لسٹ**، **خلاصۂ کتاب برائے فوری مطالعہ**، **اصطلاحات**، **منتخب مراجع** اور **آیات و احادیث کے اشاریے** شامل کیے گئے ہیں تاکہ طلبہ، اساتذہ، ائمہ، خطباء، محققین اور عام قارئین سب اس سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔

میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ اس معمولی کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائے، اس میں موجود کسی بھی خیر کو عام نفع کا ذریعہ بنائے، ہماری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور ہمیں ہمیشہ حق بات کہنے، سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر اس کتاب میں کسی مقام پر علمی یا طباعتی سہو رہ گیا ہو تو اہلِ علم کی خیرخواہانہ اصلاح کو قدر کی نگاہ سے قبول کیا جائے گا، کیونکہ حق کی خدمت، ذاتی رائے کے اصرار سے کہیں زیادہ اہم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے وطنِ عزیز پاکستان کو ہمیشہ امن، ایمان، استحکام، عدل، خوش حالی اور خیر و برکت کا گہوارہ بنائے، اور ہمیں اس کی آزادی کی صحیح قدر کرنے اور اس کے استحکام میں اپنا مثبت کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ**

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مصنف

کتاب کا تعارف

الحمد للہ رب العالمین۔

آزادی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان عظیم نعمتوں میں سے ہے جن کے بغیر نہ انسان اپنی صلاحیتوں کو صحیح طور پر بروئے کار لا سکتا ہے اور نہ کوئی قوم عزت، استحکام اور ترقی کی منزلیں طے کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے انسان کی عزت، اس کی جان، اس کے مال، اس کی آزادی اور اس کے بنیادی حقوق کو نہایت بلند مقام عطا کیا ہے، اور ظلم، جبر، استحصال اور ناانصافی کی ہر صورت کی حوصلہ شکنی کی ہے۔

پاکستان کا قیام بھی محض ایک سیاسی تبدیلی نہیں تھا بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کی دینی، تہذیبی اور اجتماعی شناخت کے تحفظ کے لیے کی جانے والی طویل جدوجہد کا نتیجہ تھا۔ اس آزادی کے حصول میں لاکھوں مسلمانوں نے بے مثال قربانیاں دیں، ہجرت کی صعوبتیں برداشت کیں اور اپنی جان و مال کی قربانی پیش کی۔ ان قربانیوں کا تقاضا ہے کہ ہم آزادی کو صرف ایک تاریخی یادگار نہ سمجھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم امانت تصور کرتے ہوئے اس کی حفاظت، استحکام اور ترقی کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔

یہ کتاب اسی احساسِ ذمہ داری کے تحت مرتب کی گئی ہے۔ اس کا مقصد آزادی کے تصور کو محض سیاسی یا تاریخی زاویے سے پیش کرنا نہیں بلکہ قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اس کی دینی، اخلاقی، سماجی اور قومی اہمیت کو واضح کرنا ہے، تاکہ قاری یہ سمجھ سکے کہ آزادی کے ساتھ فرائض بھی وابستہ ہوتے ہیں، اور کسی بھی قوم کی حقیقی کامیابی اس وقت ممکن ہوتی ہے جب وہ اپنے حقوق کے ساتھ اپنے فرائض کو بھی پوری دیانت داری سے ادا کرے۔

اس کتاب میں آزادی کے اسلامی تصور، غلامی کی حقیقت، اسلام کی اصلاحی حکمت، آزادی کی نعمت پر شکر، برصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہد، قیام پاکستان، قومی اتحاد، ریاست اور شہریوں کی مشترکہ ذمہ داریوں، معاشرتی واخلاقی چیلنجز اور مستقبل کی تعمیر جیسے اہم موضوعات کو اختصار، تحقیق اور اعتدال کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس دوران بنیادی رہنمائی قرآنِ کریم اور صحاحِ ستہ کی صحیح احادیث سے لی گئی ہے، تاکہ پیش کردہ اصول مستند اسلامی مصادر پر مبنی ہوں۔

یہ کتاب صرف مطالعہ کے لیے نہیں بلکہ عمل کے لیے بھی مرتب کی گئی ہے۔ اسی مقصد سے ہر باب میں ایسے نکات شامل کیے گئے ہیں جو قاری کو غور و فکر، خود احتسابی اور عملی اصلاح کی دعوت دیتے ہیں۔ کتاب کے اختتامی حصے میں جامع خود احتسابی چیک لسٹ، خلاصۂ کتاب، اصطلاحات، منتخب مراجع، آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی ﷺ کے اشارے بھی شامل کیے گئے ہیں، تاکہ یہ کتاب عام قارئین کے ساتھ ساتھ طلبہ، اساتذہ، ائمہ، خطباء، محققین اور مطالعہ کے حلقوں کے لیے بھی یکساں مفید ثابت ہو۔

اس کتاب میں آپ کیا پڑھیں گے؟

اس کتاب کے مطالعے کے دوران آپ درج ذیل موضوعات سے آگاہ ہوں گے:

- آزادی کا حقیقی اسلامی تصور۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں انسانی عزت اور آزادی کی اہمیت۔
- غلامی کی حقیقت اور اس کے تاریخی اثرات۔
- اسلام کی اصلاحی حکمت اور غلامی کے تدریجی خاتمے کی تعلیمات۔
- آزادی کی نعمت پر شکر ادا کرنے کا صحیح طریقہ۔
- برصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہد اور قیام پاکستان کا تاریخی پس منظر۔
- پاکستان کی بقا، استحکام اور ترقی میں ریاست اور شہریوں کی ذمہ داریاں۔
- آزادی کو کمزور کرنے والے معاشرتی، اخلاقی اور فکری عوامل۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں ایک مضبوط، باوقار اور ترقی یافتہ پاکستان کا تصور۔

- خود احتسابی اور عملی اصلاح کے لیے رہنما اصول۔

یہ کتاب کن کے لیے ہے؟

یہ کتاب ہر اُس شخص کے لیے مفید ہے جو:

- آزادی کی قدر اور اس کے تقاضوں کو سمجھنا چاہتا ہو۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں قومی ذمہ داریوں کا شعور حاصل کرنا چاہتا ہو۔
- طلبہ، اساتذہ اور محققین کے لیے ایک مختصر مگر مستند رہنما کتاب تلاش کر رہا ہو۔
- یومِ آزادی، قومی تقریبات، تعلیمی اداروں، مساجد یا مطالعاتی حلقوں میں اس موضوع پر مستند مواد سے استفادہ کرنا چاہتا ہو۔
- اپنے کردار اور اپنے معاشرے کی اصلاح میں مثبت کردار ادا کرنے کا جذبہ رکھتا ہو۔

کتاب کا بنیادی پیغام

آزادی صرف ایک حق نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانت ہے۔

اس امانت کا شکر صرف الفاظ سے ادا نہیں ہوتا بلکہ ایمان، عدل، دیانت، علم، اتحاد، قانون کی پاسداری، خدمتِ خلق اور تعمیرِ وطن کے ذریعے ادا ہوتا ہے۔
اگر ہر فرد اپنی ذمہ داری کو امانت سمجھ کر ادا کرے تو ایک مضبوط خاندان وجود میں آتا ہے، مضبوط خاندان ایک صالح معاشرہ تشکیل دیتے ہیں، اور صالح معاشرہ ایک مستحکم، باوقار اور ترقی یافتہ ریاست کی بنیاد بنتا ہے۔
اسی پیغام کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کتاب قارئین کو صرف معلومات فراہم نہیں کرتی بلکہ انہیں غور و فکر، خود احتسابی اور عملی اصلاح کی دعوت بھی دیتی ہے، تاکہ آزادی کی نعمت آئندہ نسلوں تک امن، استحکام اور عزت کے ساتھ منتقل ہو سکے۔

قاری سے ایک گزارش

اس کتاب کا مطالعہ مکمل کرنے کے بعد اسے بند کرنے سے پہلے چند لمحے خاموشی سے اپنے دل سے یہ سوال ضرور کیجیے:

"اگر آزادی واقعی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، تو کیا میری زندگی اس نعمت کے شکر اور اس کی حفاظت کی گواہی دیتی ہے؟"

اگر اس سوال کا جواب آپ کو اپنی ذات میں کسی اصلاح کی طرف متوجہ کر دے، تو یہی اس کتاب کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔

اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ کیسے اٹھائیں؟

الحمد للہ رب العالمین۔ ہر اچھی کتاب اس وقت اپنا حقیقی مقصد حاصل کرتی ہے جب اسے محض معلومات کے لیے نہیں بلکہ سمجھنے، غور و فکر کرنے اور اپنی عملی زندگی میں تبدیلی لانے کی نیت سے پڑھا جائے۔ قرآنِ کریم بار بار انسان کو تدبر، تفکر، تعقل اور نصیحت قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو بھی صرف تاریخی معلومات یا علمی مباحث تک محدود نہ سمجھا جائے، بلکہ اسے اپنی ذات، اپنے خاندان، اپنے معاشرے اور اپنے وطن کے حوالے سے ایک عملی رہنما کے طور پر پڑھا جائے۔

یہ کتاب آزادی کے جشن سے زیادہ آزادی کی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی دعوت دیتی ہے۔ اس لیے مناسب ہوگا کہ قاری ہر باب کو اطمینان کے ساتھ پڑھے، اس میں بیان کردہ قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی ﷺ پر غور کرے، اور یہ سوچے کہ ان تعلیمات کا اس کی روزمرہ زندگی سے کیا تعلق ہے۔

اگر ممکن ہو تو ہر باب مکمل کرنے کے بعد چند منٹ توقف کیجیے اور اپنے آپ سے یہ سوال کیجیے:

- کیا میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ آزادی کی صحیح قدر کر رہا ہوں؟
- کیا میرے اعمال میرے وطن، میرے معاشرے اور میری آنے والی نسلوں کے لیے فائدہ مند ہیں؟
- کیا میں اپنے حقوق کے ساتھ اپنے فرائض بھی پوری دیانت داری سے ادا کر رہا ہوں؟
- کیا میری زندگی قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق آزادی کے صحیح استعمال کی عکاسی کرتی ہے؟

اس کتاب سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے درج ذیل طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے:

اوّل: کتاب کو ابتدا سے اختتام تک ترتیب کے ساتھ پڑھیں، کیونکہ ہر باب اگلے باب کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

دوم: جہاں قرآنی آیات یا احادیثِ نبوی ﷺ کا حوالہ دیا گیا ہو، انہیں توجہ سے پڑھیں اور ان کے مفہوم پر غور کریں۔

سوم: ہر باب کے اختتام پر دیے گئے اہم اسباق اور عملی پیغام کو اپنی زندگی سے جوڑنے کی کوشش کریں۔

چہارم: کتاب کے آخر میں شامل **خود احتسابی چیک لسٹ** ضرور مکمل کریں۔ دیانت داری کے ساتھ اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لینا اصلاح کی پہلی سیڑھی ہے۔

پنجم: اگر آپ استاد، خطیب، معلم یا والدین ہیں تو اس کتاب کے اہم نکات کو اپنے طلبہ، بچوں یا سامعین کے ساتھ ضرور زیرِ گفتگو لائیں، تاکہ آزادی کی صحیح قدر اور قومی ذمہ داری کا شعور زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکے۔

ششم: یومِ آزادی، یومِ پاکستان، تعلیمی اداروں، مدارس، جامعات، مساجد اور مطالعہ کے حلقوں میں اس کتاب کو اجتماعی مطالعہ کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اس کا بنیادی مقصد شعور، ذمہ داری اور اصلاح کو فروغ دینا ہے۔

مطالعہ کرتے وقت یہ اصول ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں

- آزادی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت اور امانت ہے۔
- ہر نعمت کا شکر اس کے درست استعمال سے ادا ہوتا ہے۔
- مضبوط کردار ہی مضبوط قوم کی بنیاد بنتا ہے۔
- قانون کی پابندی، دیانت داری اور عدل قومی استحکام کے بنیادی ستون ہیں۔
- اختلاف کے باوجود اتحاد، احترام اور خیرخواہی اسلامی معاشرے کی پہچان ہے۔
- تعمیرِ وطن صرف حکومت کی نہیں بلکہ ہر شہری کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

کتاب کا اشاعتی خاکہ

الحمد للہ رب العالمین۔

ہر منظم کتاب کی ایک واضح ترتیب اور مقصد ہوتا ہے۔ جب قاری ابتدا ہی میں کتاب کے مجموعی خاکے سے واقف ہو جائے تو اس کے لیے مطالعہ زیادہ آسان، بامقصد اور مفید ہو جاتا ہے۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر اس کتاب کی ترتیب کو اس انداز سے مرتب کیا گیا ہے کہ قاری آزادی کے تصور کو مرحلہ وار سمجھے، اس کی تاریخی، دینی، اخلاقی اور قومی اہمیت سے آگاہ ہو، اور آخر میں اپنی عملی زندگی کے لیے رہنمائی حاصل کر سکے۔

یہ کتاب درج ذیل حصوں پر مشتمل ہے:

ابتدائی صفحات

ان صفحات میں کتاب کا تعارف، مقصد، مطالعہ کا طریقہ، شعارِکتاب اور دیگر ضروری معلومات پیش کی گئی ہیں تاکہ قاری کتاب کے مزاج اور اس کے بنیادی پیغام سے ابتدا ہی میں واقف ہو جائے۔

تمہید

تمہید میں آزادی کی اہمیت، اس موضوع کے انتخاب کی وجہ، کتاب کی ضرورت، تحقیق کا دائرۂ کار اور مطالعہ کا بنیادی زاویہ بیان کیا گیا ہے۔

باب اول

آزادی کا اسلامی تصور

اس باب میں آزادی کے حقیقی مفہوم، انسانی عزت و کرامت، آزادی اور ذمہ داری کے باہمی تعلق اور قرآن و سنت کی روشنی میں آزادی کی بنیادی حیثیت کو بیان کیا گیا ہے۔

باب دوم

آزادی: اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمت

اس باب میں آزادی کو اللہ تعالیٰ کی نعمت قرار دیتے ہوئے شکرگزاری، نعمتوں کی حفاظت اور آزادی کے صحیح استعمال پر گفتگو کی گئی ہے۔

باب سوم

غلامی کی قدیم و جدید صورتیں اور اسلام کی اصلاحی حکمت

اس باب میں غلامی کے تاریخی پس منظر، اس کے انفرادی و اجتماعی نقصانات، اور اسلام کی ان اصلاحی تعلیمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے جنہوں نے غلامی کے خاتمے کی مضبوط بنیاد فراہم کی۔

باب چہارم

برصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہد اور قیام پاکستان

اس باب میں برصغیر کے مسلمانوں کی دینی و قومی جدوجہد، قیام پاکستان کے پس منظر، ہجرت، قربانیوں اور آزادی کے حصول کے اہم مراحل کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

باب پنجم

آزادی کے بعد ہماری قومی ذمہ داریاں

اس باب میں ریاست، حکومت اور شہریوں کی باہمی ذمہ داریوں، قانون کی پاسداری، دیانت، اتحاد، تعلیم، عدل اور قومی خدمت جیسے موضوعات کو قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

باب ششم

آزادی کو کمزور کرنے والے اسباب

اس باب میں اُن اخلاقی، سماجی، معاشی اور فکری کمزوریوں کا جائزہ لیا گیا ہے جو کسی بھی قوم کی آزادی، استحکام اور ترقی کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں، نیز ان کے اسلامی حل بھی پیش کیے گئے ہیں۔

باب ہفتم

مضبوط پاکستان کی تعمیر: ہر شہری کا کردار

اس باب میں نوجوانوں، والدین، اساتذہ، علماء، تاجروں، سرکاری ملازمین، میڈیا، دانشوروں اور دیگر معاشرتی طبقات کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ ہر فرد اپنے کردار کی اہمیت کو سمجھ سکے۔

باب ہشتم

آزادی کی بقا، قومی ترقی اور خوش حالی کا اسلامی راستہ

اس باب میں مستقبل کی نسلوں، قومی وحدت، امن، تعلیم، تحقیق، اخلاق، معاشی خود کفالت اور اجتماعی کردار کی اہمیت پر گفتگو کی گئی ہے، تاکہ آزادی کی نعمت آئندہ نسلوں تک محفوظ رہ سکے۔

اختتامیہ

اختتامیہ میں پوری کتاب کا جامع خلاصہ پیش کرتے ہوئے آزادی کو اللہ تعالیٰ کی امانت قرار دیا گیا ہے اور قاری کو اس نعمت کی قدر، شکر اور حفاظت کی دعوت دی گئی ہے۔

اختتامی رہنما حصے

کتاب کے اختتام پر درج ذیل علمی و عملی حصے شامل کیے گئے ہیں:

- میثاق شہری
- خود احتسابی کا جامع چیک لسٹ
- خلاصۂ کتاب برائے فوری مطالعہ ۔ Executive Summary
- اصطلاحات ۔ Glossary
- منتخب مراجع (صرف قرآنِ کریم اور صحاحِ ستہ)
- آیاتِ قرآنی کا اشاریہ،
- موضوعاتی اشاریہ
- احادیثِ نبوی ﷺ کا اشاریہ
- ضمیمہ
- عہدِ آزادی۔ آزادی کا سفر ابھی جاری ہے۔ دعائے اختتام

اس کتاب کا بنیادی مقصد

اس کتاب کا مقصد صرف تاریخی معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں آزادی کی قدر، اس کے صحیح استعمال، قومی ذمہ داری، اجتماعی اصلاح اور تعمیرِ وطن کا شعور پیدا کرنا ہے، تاکہ ہر قاری اپنے حصے کی ذمہ داری کو پہچانے اور اپنی ذات سے معاشرے اور وطن کی بہتری کا آغاز کرے۔

"آزادی اس وقت محفوظ رہتی ہے جب ایمان مضبوط ہو، کردار بلند ہو، قانون کا احترام کیا جائے اور ہر فرد اپنی ذمہ داری کو امانت سمجھ کر ادا کرے۔"

آزادی — ایک نعمتِ خداوندی، اس کی قدر کیجیے

قرآن وسنت کی روشنی میں آزادی، قومی ذمہ داری اور تعمیرِ وطن کا ایک تحقیقی مطالعہ

ابتدائی صفحات

تمہید

باب اول

باب دوم
آزادی: اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمت

- تمہید
- نعمت کیا ہے؟
- آزادی کیوں عظیم نعمت ہے؟
- آزادی اور امن کا باہمی تعلق
- آزادی اور شکرگزاری
- آزادی کا شکر کیسے ادا کیا جائے؟
- ناشکری کے نتائج
- آزادی اور پاکستان
- سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں نعمتِ آزادی
- آزادی کی حفاظت کیوں ضروری ہے؟
- آزادی کی قدر کیسے پیدا کی جائے؟
- اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق
- عملی پیغام
- قابلِ غور
- خلاصۂ باب

باب سوم
غلامی کی قدیم و جدید صورتیں اور اسلام کی اصلاحی حکمت

- تمہید
- غلامی کا مفہوم
- اسلام سے پہلے غلامی
- غلامی کی اصل مصیبت
- قوموں کی محکومی
- اسلام کی اصلاحی حکمت
- اسلام کی اصلاحی حکمت کا حاصل
- جدید دور کی غلامی
- ڈیجیٹل اور معلوماتی غلامی
- بدعنوانی کی غلامی
- اسلام ہمیں کس آزادی کی دعوت دیتا ہے؟
- سنت ﷺ سے رہنمائی
- اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق
- عملی پیغام

باب چہارم

برصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہد اور قیامِ پاکستان

باب پنجم

آزادی کے بعد ہماری قومی ذمہ داریاں

- آٹھویں ذمہ داری۔ قومی وسائل کی حفاظت
- نویں ذمہ داری۔ نوجوانوں کی کردار سازی
- دسویں ذمہ داری۔ اختلاف کو احترام کے ساتھ سنبھالنا
- گیارہویں ذمہ داری۔آنے والی نسلوں کی صحیح تربیت
- سنتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی
- اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق
- عملی پیغام
- قابلِ غور
- خلاصۂ باب

باب ششم

آزادی کو کمزور کرنے والے اسباب

- تمہید
- پہلا سبب ۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی
- دوسرا سبب۔ بدعنوانی اور خیانت
- تیسرا سبب۔ قانون شکنی
- چوتھا سبب۔ جہالت اور علم سے دوری
- پانچواں سبب۔ فرقہ واریت، نفرت اور تعصب
- چھٹا سبب۔ جھوٹ اور غلط معلومات
- ساتواں سبب۔ وقت کی ناقدری
- آٹھواں سبب۔ قومی وسائل کا ضیاع
- نواں سبب۔ اخلاقی زوال
- دسواں سبب۔ نااتفاقی اور انتشار
- گیارہواں سبب۔ نوجوانوں کی بے راہ روی
- بارہواں سبب۔ مایوسی اور احساسِ محرومی
- سنتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی
- اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق
- عملی پیغام
- قابلِ غور
- خلاصۂ باب

باب ہفتم

مضبوط پاکستان کی تعمیر میں ہر شہری کا کردار

- تمہید
- علماءِ کرام کا کردار

- والدین کا کردار
- اساتذہ کا کردار
- نوجوانوں کا کردار
- خواتین کا کردار
- اہلِ علم، مصنفین اور دانشوروں کا کردار
- تاجروں اور صنعت کاروں کا کردار
- کسانوں اور مزدوروں کا کردار
- ڈاکٹرز اور طبی عملے کا کردار
- وکلاء اور جج صاحبان کا کردار
- سرکاری ملازمین کا کردار
- افواجِ پاکستان اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا کردار
- ذرائع ابلاغ (میڈیا) کا کردار
- عام شہری کا کردار
- سنتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی
- اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق
- عملی پیغام
- قابلِ غور
- خلاصۂ باب

باب ہشتم

آزادی کی بقا، قومی ترقی اور خوش حالی کا اسلامی راستہ

- تمہید
- پہلی بنیاد۔ مضبوط ایمان اور تقویٰ
- دوسری بنیاد۔ علم، تحقیق اور مسلسل سیکھنے کا جذبہ
- تیسری بنیاد۔ عدل اور قانون کی حکمرانی
- چوتھی بنیاد: امانت، دیانت اور شفافیت
- پانچویں بنیاد۔ معاشی خود انحصاری
- چھٹی بنیاد۔ اتحاد اور باہمی احترام
- ساتویں بنیاد۔ نوجوانوں کی صلاحیتوں پر اعتماد
- آٹھویں بنیاد۔ خدمتِ خلق کا جذبہ
- نویں بنیاد۔ مضبوط خاندان اور اعلیٰ اخلاق
- دسویں بنیاد۔ قومی وسائل کا دانشمندانہ استعمال
- گیارہویں بنیاد۔ مشاورت اور اجتماعی فیصلہ سازی

- بارہویں بنیاد۔ امید، محنت اور مسلسل جدوجہد
- سنتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی
- پاکستان 2047 — ایک اسلامی و تعمیری وژن
- اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق
- عملی پیغام
- قابلِ غور
- خلاصۂ باب

اختتامیہ

آزادی کی قدر، شکر اور حفاظت — ہماری مشترکہ ذمہ داری

اختتامی حصے

- میثاق شہری
- خود احتسابی کا جامع چیک لسٹ
- خلاصۂ کتاب برائے فوری مطالعہ ۔ Executive Summary
- اصطلاحات ۔ Glossary
- منتخب مراجع (صرف قرآنِ کریم اور صحاحِ ستہ)
- آیاتِ قرآنی کا اشاریہ،
- موضوعاتی اشاریہ
- احادیثِ نبوی ﷺ کا اشاریہ
- ضمیمہ
- عہدِ آزادی۔ آزادی کا سفر ابھی جاری ہے۔ دعائے اختتام

القرآن الکریم

﴿وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾

"اور آپ کہہ دیجیے: عمل کرتے رہو، عنقریب اللہ، اس کا رسول اور اہلِ ایمان تمہارے عمل کو دیکھ لیں گے۔"

(سورة التوبة: 105)

تمہید

آزادی — اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾۔ "اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی۔"

(سورۃ الإسراء: 70)

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد:

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار مخلوقات میں ممتاز مقام عطا فرمایا ہے۔ اسے عقل و شعور، ارادہ و اختیار، خیر و شر میں تمیز، اور حق و باطل کو پہچاننے کی صلاحیت عطا کی۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جن کی بنا پر انسان کو مکلف بنایا گیا اور اسے دنیا میں اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق بسر کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے جن بنیادی نعمتوں کی ضرورت ہے، ان میں **آزادی** ایک نہایت عظیم نعمت ہے۔

آزادی کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ انسان ہر قید اور ہر ضابطے سے آزاد ہو جائے یا اپنی خواہشات کو ہی زندگی کا معیار بنا لے۔ اسلام اس تصور کو آزادی نہیں بلکہ نفس کی غلامی قرار دیتا ہے۔ حقیقی آزادی وہ ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر باطل قوت، ہر ظلم، ہر جبر اور ہر ناجائز تسلط سے آزاد کر دے، تاکہ وہ اپنے رب کی بندگی اختیار کرتے ہوئے عزت، عدل اور ذمہ داری کے ساتھ زندگی گزار سکے۔

اسی لیے قرآنِ کریم نے انسان کی عزت و تکریم کو بنیادی اصول قرار دیا اور ایسے معاشرے کی تشکیل کی تعلیم دی جہاں ہر انسان کی جان، مال، عزت، آزادی اور بنیادی حقوق محفوظ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے ارشادات اور اپنے عملی نمونے کے ذریعے ایسے معاشرے کی بنیاد رکھی جس میں عدل، مساوات، اخوت، امانت، دیانت اور باہمی احترام کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہ وہ اصول ہیں جن کے بغیر آزادی محض ایک سیاسی اصطلاح بن کر رہ جاتی ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی قوم سے آزادی چھین لی گئی، اس کے ساتھ اس کی عزت، تہذیب، معیشت، تعلیم اور اجتماعی قوت بھی کمزور ہو گئی۔ غلامی صرف جسموں کو قید نہیں کرتی بلکہ سوچ، صلاحیت، خود اعتمادی اور مستقبل کو بھی متاثر کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آزاد قومیں اپنی آزادی کو سب سے بڑی قومی امانت سمجھتی ہیں اور اس کے تحفظ کے لیے ہر ممکن قربانی دیتی ہیں۔

برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ بھی اسی حقیقت کی روشن مثال ہے۔ انہوں نے اپنی دینی شناخت، تہذیبی اقدار اور اجتماعی مستقبل کے تحفظ کے لیے ایک طویل جدوجہد کی، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں پاکستان کی نعمت عطا فرمائی۔ یہ آزادی لاکھوں انسانوں کی قربانیوں، ہجرتوں، صبر، استقامت اور بے مثال ایثار کا ثمر ہے۔ لہٰذا اس کی حفاظت صرف حکومت یا کسی ایک ادارے کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر شہری، ہر خاندان اور ہر نسل کی مشترکہ امانت ہے۔

بدقسمتی سے وقت گزرنے کے ساتھ بعض اوقات قومیں آزادی کی قدر کو معمولی سمجھنے لگتی ہیں۔ جب قانون کی پاسداری کمزور پڑ جائے، دیانت کی جگہ بدعنوانی لے لے، اتحاد کی جگہ انتشار پیدا ہو جائے، علم کی جگہ جہالت اور خدمت کی جگہ مفاد پرستی غالب آ جائے تو آزادی کی بنیادیں بھی کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ ایسے حالات میں دشمن کی طاقت سے زیادہ خطرناک ہماری اپنی غفلت ثابت ہوتی ہے۔

یہ کتاب اسی احساس کے تحت مرتب کی گئی ہے کہ آزادی کی نعمت کو قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں دوبارہ سمجھا جائے، اس کے تقاضوں کو پہچانا جائے، اور ہر فرد اپنے حصے کی ذمہ داری کو محسوس کرے۔ اس میں آزادی کو صرف ایک تاریخی یا سیاسی موضوع کے طور پر نہیں بلکہ ایک دینی، اخلاقی، معاشرتی اور قومی امانت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مختلف ابواب میں آزادی کا اسلامی تصور، غلامی کی حقیقت، اسلام کی اصلاحی تعلیمات، برصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہد، قیامِ پاکستان، آزادی کے بعد ہماری ذمہ داریاں، قومی استحکام کے تقاضے، اور مستقبل کی تعمیر کے بنیادی اصول قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔ ساتھ ہی قاری کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ محض دوسروں کا احتساب نہ کرے بلکہ اپنی ذات، اپنے کردار اور اپنے فرائض کا بھی سنجیدگی سے جائزہ لے۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ آزادی کا تحفظ صرف مضبوط سرحدوں سے نہیں ہوتا بلکہ مضبوط ایمان، اعلیٰ کردار، دیانت دار قیادت، باخبر عوام، معیاری تعلیم، قانون کی بالادستی، عدل وانصاف اور اجتماعی ذمہ داری کے احساس سے ہوتا ہے۔ جب ایک قوم اپنے اخلاق کو بلند کرتی ہے تو اس کی آزادی بھی مضبوط ہوتی ہے، اور جب اخلاق کمزور پڑ جاتے ہیں تو آزادی بھی خطرات سے دوچار ہو جاتی ہے۔

اس کتاب کا بنیادی پیغام نہایت سادہ مگر نہایت اہم ہے:

آزادی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمت اور ایک مقدس امانت ہے۔ اس کا شکر صرف زبانی دعووں سے نہیں بلکہ ایمان، عملِ صالح، عدل، دیانت، اتحاد، قانون کی پاسداری اور خدمتِ وطن کے ذریعے ادا کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں آزادی کی صحیح قدر کرنے، اس نعمت کا شکر ادا کرنے، اپنے وطن کی ترقی اور استحکام میں مثبت کردار ادا کرنے، اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک مضبوط، پرامن، باوقار اور خوش حال پاکستان چھوڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

باب اول

آزادی کا اسلامی تصور

﴿لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِ﴾
"دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں۔"
﴿سورۃ البقرۃ: 256﴾

تمہید

آزادی ہر دور، ہر قوم اور ہر معاشرے کا ایک بنیادی انسانی تقاضا رہی ہے، لیکن اس کے مفہوم اور حدود کے بارے میں ہمیشہ مختلف تصورات پائے گئے ہیں۔ بعض اسے ہر قسم کی پابندی سے آزادی سمجھتے ہیں، بعض اسے صرف سیاسی خودمختاری تک محدود رکھتے ہیں، جبکہ بعض کے نزدیک آزادی محض انفرادی حقوق کا نام ہے۔ اسلام ان تمام یک رخی تصورات سے بلند ہو کر آزادی کا ایک جامع، متوازن اور ذمہ دارانہ تصور پیش کرتا ہے، جو انسان کی دینی، اخلاقی، معاشرتی اور اجتماعی زندگی کا احاطہ کرتا ہے۔

اسلام میں آزادی کا آغاز انسان کے باطن سے ہوتا ہے۔ جب انسان اپنے خالق کی بندگی اختیار کرتا ہے تو وہ ہر باطل معبود، ہر ناجائز اقتدار، ہر ظلم اور اپنی خواہشاتِ نفس کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ یہی حقیقی آزادی ہے، کیونکہ جو شخص خواہشات، حرص، تکبر یا دنیاوی طاقتوں کا غلام ہو، وہ ظاہری آزادی کے باوجود حقیقتاً آزاد نہیں ہوتا۔

آزادی کا حقیقی مفہوم

اسلام آزادی کو بے لگام اختیار یا من مانی زندگی کا نام نہیں دیتا، بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے حق کو اختیار کرنے، خیر کو فروغ دینے اور اپنی جائز صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا حق قرار دیتا ہے۔

اسلام انسان کی جان، مال، عزت اور بنیادی حقوق کی حفاظت کرتا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی واضح کرتا ہے کہ ہر حق کے ساتھ ایک ذمہ داری وابستہ ہوتی ہے۔ اس لیے ایسی آزادی جو دوسروں کے حقوق پامال کرے، معاشرے میں فساد پیدا کرے یا اللہ تعالیٰ کے احکام سے بغاوت کا ذریعہ بنے، اسلام کی نظر میں آزادی نہیں بلکہ بے راہ روی ہے۔

آزادی اور بندگیِ الٰہی

اسلام کی بنیاد، عقیدۂ توحید پر قائم ہے، اور یہی عقیدہ انسان کو ہر غیر اللہ کی غلامی سے نجات دیتا ہے۔ جب ایک مسلمان خلوص کے ساتھ اعلان کرتا ہے:
﴿لَآ إِلٰهَ إِلَّا ٱللّٰهُ﴾
تو وہ اس حقیقت کا اقرار کرتا ہے کہ اطاعت، عبادت، محبت، خوف اور امید کا سب سے اعلیٰ حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ یہی ایمان انسان کو ہر ظالم قوت، ہر ناجائز اقتدار اور ہر باطل نظریے کے سامنے جھکنے سے محفوظ رکھتا ہے۔

اسی لیے اسلام میں بندگیِ الٰہی اور حقیقی آزادی ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جاتا ہے، وہ مخلوق کی ناجائز غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مشہور تاریخی قول:
"متى استعبدتم الناس وقد ولدتهم أمهاتهم أحرارًا"
"تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنا لیا، حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا؟" یہ قول اسلامی عدل اور انسانی آزادی کے تصور کو نمایاں کرتا ہے۔

انسان کی عزت وکرامت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ "اور یقیناً ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی۔" (سورة الإسراء: 70)

اسلام نے انسان کو صرف انسان ہونے کی بنیاد پر عزت وتکریم عطا کی ہے۔ اسی لیے نسل، زبان، رنگ، قوم، دولت یا سماجی حیثیت کی بنیاد پر کسی انسان کی تحقیر یا امتیاز کی اجازت نہیں دی گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

"کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں، مگر تقویٰ کے اعتبار سے۔"

(مسند أحمد، حدیث: 22978 — اس کے شواہد متعدد کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔)

یہ تعلیم انسانی مساوات، عزت اور عدل کی بنیادی اساس ہے۔

آزادی اور ذمہ داری

اسلام میں آزادی اور ذمہ داری لازم وملزوم ہیں۔ اظہارِ رائے کی آزادی کے ساتھ سچائی، دیانت، دوسروں کی عزت اور بہتان سے اجتناب کی ذمہ داری بھی وابستہ ہے۔ اسی طرح معاشی آزادی کے ساتھ حلال روزی، امانت داری، دیانت اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔

اگر کوئی قوم سیاسی آزادی حاصل کرلے لیکن اس کے افراد عدل، دیانت، قانون کی پابندی اور اخلاقی ذمہ داری کو نظر انداز کر دیں تو ایسی آزادی دیرپا ثابت نہیں ہوتی۔

آزادی اور قانون کی بالادستی

اسلام میں قانون کی پابندی محض ریاستی تقاضا نہیں بلکہ دینی ذمہ داری بھی ہے۔ قرآنِ کریم عدل، امانت اور انصاف کا حکم دیتا ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا معاشرہ قائم فرمایا جس میں قانون سب پر یکساں نافذ ہوتا تھا۔ جب انصاف کمزور پڑ جائے، قانون طاقتور کے تابع ہو جائے اور احتساب ختم ہو جائے تو آزادی بھی اپنی حقیقی روح کھو دیتی ہے۔

اس لیے آزادی کے استحکام کے لیے عدل، قانون کی بالادستی اور مؤثر احتساب ناگزیر ہیں۔

اسلامی معاشرے میں آزادی کی حدود

اسلام انسان کو آزادی عطا کرتا ہے، لیکن ایسی آزادی نہیں جو:

- ✓ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ذریعہ بنے۔
- ✓ دوسروں کے حقوق پامال کرے۔
- ✓ معاشرے میں فساد، نفرت یا انتشار پیدا کرے۔
- ✓ ظلم، استحصال یا بدعنوانی کو فروغ دے۔
- ✓ اخلاقی اقدار کو نقصان پہنچائے۔

اسی طرح اسلام ایسی پابندیوں کو بھی قبول نہیں کرتا جو انسان کی جائز آزادی، عزت اور بنیادی حقوق سلب کر دیں۔ اسلام کا امتیاز یہی ہے کہ وہ فرد کی آزادی اور معاشرے کے اجتماعی مفاد کے درمیان متوازن راستہ اختیار کرتا ہے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں آزادی کے بنیادی اصول

اسلام آزادی کو محض ایک نعرہ یا نظری تصور نہیں، بلکہ ایک ذمہ دارانہ طرزِ زندگی قرار دیتا ہے۔ قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ﷺ ایسے بنیادی اصول بیان کرتے ہیں جن پر عمل کر کے ایسا معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے جہاں انسان کی عزت محفوظ ہو، عدل قائم ہو، حقوق کی حفاظت ہو اور ریاست مضبوط بنیادوں پر استوار ہو۔

1۔آزادی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانت ہے۔

اسلام کی نظر میں انسان اپنی جان، مال، صلاحیتوں اور آزادی کا مطلق مالک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا امانت دار ہے۔ اس لیے آزادی کو ظلم، فساد یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لیے استعمال کرنا امانت میں خیانت ہے۔ آزادی کا صحیح استعمال وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا، بندگانِ خدا کے حقوق اور معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بنے۔

2۔آزادی عدل کے بغیر محفوظ نہیں رہ سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ "بے شک اللہ انصاف اور احسان کا حکم دیتا ہے۔" (سورۃ النحل: **90**)

عدل کسی بھی صالح معاشرے کی بنیاد ہے۔ جہاں انصاف قائم ہو وہاں اعتماد، امن اور آزادی مضبوط ہوتے ہیں، جبکہ ظلم اور ناانصافی آزادی کی بنیادوں کو کمزور کر دیتے ہیں۔

3۔آزادی قانون کی پابندی کا تقاضا کرتی ہے

اسلام قانون کی پاسداری، عدل اور نظمِ اجتماعی کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ ایسے قوانین کی پابندی جو عدل و انصاف کے مطابق ہوں اور شریعت سے متصادم نہ ہوں، ایک ذمہ دار شہری کی پہچان ہے۔ قانون شکنی، بدعنوانی، رشوت، اختیارات کا ناجائز استعمال اور دوسروں کے حقوق غصب کرنا نہ صرف معاشرتی برائیاں ہیں بلکہ آزادی کے استحکام کے لیے بھی نقصان دہ ہیں۔

4۔آزادی باہمی احترام سے مضبوط ہوتی ہے

اسلام نے ہر انسان کی جان، مال، عزت اور آبرو کو محترم قرار دیا ہے۔ آزادیِ اظہار کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ دوسروں کی عزت پامال کی جائے، جھوٹ پھیلایا جائے یا معاشرے میں نفرت اور انتشار پیدا کیا جائے۔ ایک مہذب اسلامی معاشرہ اختلافِ رائے کے باوجود احترام، شائستگی اور انصاف کو برقرار رکھتا ہے۔

5۔آزادی علم اور شعور کی محتاج ہے

جہالت انسان کو گمراہی، استحصال اور فکری غلامی کی طرف لے جاتی ہے، جبکہ علم اسے حق و باطل میں امتیاز، صحیح فیصلے اور اپنے حقوق و فرائض کی درست پہچان عطا کرتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے علم کے حصول کی غیر معمولی ترغیب دی ہے۔ باشعور، باکردار اور تعلیم یافتہ افراد ہی آزادی کی صحیح حفاظت کر سکتے ہیں۔

6۔آزادی اتحاد سے محفوظ رہتی ہے

قرآنِ کریم مسلمانوں کو اتحاد، اخوت اور باہمی تعاون کی تعلیم دیتا ہے اور تفرقہ و انتشار سے روکتا ہے۔ جب قومیں داخلی اختلافات، تعصبات اور نفرتوں میں الجھ جاتی ہیں تو ان کی اجتماعی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس مشترکہ قومی مفاد پر اتحاد آزادی کے تحفظ اور ریاست کے استحکام کا ذریعہ بنتا ہے۔

7۔آزادی ذمہ دار شہری پیدا کرتی ہے

اسلام ہر فرد کو معاشرے کا ذمہ دار رکن بناتا ہے۔ ایک ذمہ دار شہری:

- دیانت داری اختیار کرتا ہے۔
- قانون کا احترام کرتا ہے۔

- قومی وسائل کو امانت سمجھتا ہے۔
- حقوق العباد ادا کرتا ہے۔
- اپنے فرائض کو اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے۔
- دوسروں کے لیے آسانی اور خیر کا ذریعہ بنتا ہے۔

ایسے افراد ہی مضبوط، باوقار اور پائیدار ریاست کی بنیاد بنتے ہیں۔

سنت سے رہنمائی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ» "تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" (صحیح البخاری، حدیث: 7138؛ صحیح مسلم، حدیث: 1829)

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اسلام میں آزادی ہمیشہ ذمہ داری اور جواب دہی کے ساتھ وابستہ ہے، اور ہر شخص اپنے دائرۂ اختیار کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوگا۔

عملی پیغام

آزادی کا تحفظ صرف قوانین یا ریاستی اداروں کی ذمہ داری نہیں، بلکہ ہر شہری کی اخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔ جب افراد دیانت، قانون کی پابندی، حسنِ اخلاق اور احساسِ ذمہ داری کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیتے ہیں تو معاشرہ مضبوط اور آزادی محفوظ ہو جاتی ہے۔

قابلِ غور

کیا میں اپنی روزمرہ زندگی میں ایسے اعمال اختیار کر رہا ہوں جو اپنے دین، اپنے معاشرے اور اپنے وطن کی آزادی، امن اور استحکام کو مضبوط بنائیں؟

باب کا خلاصہ

اسلام آزادی کو انسان کا فطری حق تسلیم کرتا ہے، لیکن اسے اللہ تعالیٰ کی بندگی، عدل، ذمہ داری، قانون کی پاسداری اور اجتماعی خیر کے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔ یہی متوازن تصور فرد میں کردار، معاشرے میں اعتماد اور ریاست میں استحکام پیدا کرتا ہے، اور اسی کے ذریعے آزادی ایک نعمت کے ساتھ ساتھ ایک ذمہ دارانہ امانت بھی بن جاتی ہے۔

- آزادی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمت اور امانت ہے۔
- حقیقی آزادی صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی میں ہے۔
- آزادی اور ذمہ داری ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔
- ہر فرد اپنے کردار سے آزادی کو مضبوط یا کمزور کر سکتا ہے۔
- اسلام انسان کی عزت، آزادی اور بنیادی حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔
- ہر حق کے ساتھ ایک ذمہ داری وابستہ ہوتی ہے۔
- قانون کی بالادستی آزادی کے تحفظ کی بنیادی شرط ہے۔
- اسلامی تصورِ آزادی عدل، اعتدال اور جواب دہی پر قائم ہے، نہ کہ بے لگام خواہشات پر۔
- عدل، قانون کی بالادستی، علم اور اتحاد آزادی کے بنیادی ستون ہیں۔
- قومی ترقی کا آغاز فرد کی اصلاح اور ذمہ داری کے احساس سے ہوتا ہے۔

باب دوم

آزادی — اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمت

﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾

"اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔" (سورۃ المائدۃ:7)

تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ایمان، ہدایت، عقل، صحت، امن، رزق اور اہل و عیال کی طرح آزادی بھی اس کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے۔ اکثر انسان اس نعمت کی قدر اس وقت پہچانتا ہے جب وہ اس سے محروم ہو جائے، جبکہ مومن کا شیوہ یہ ہے کہ وہ نعمت کے موجود ہوتے ہوئے اس کی قدر کرے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اسے اسی کی رضا کے مطابق استعمال کرے۔

اسلام ہر نعمت کو ایک امانت قرار دیتا ہے۔ آزادی بھی ایسی ہی امانت ہے جس کے بارے میں انسان اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوگا کہ اس نے اسے کس مقصد کے لیے استعمال کیا۔ آیا اس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت، بندگانِ خدا کی خدمت اور معاشرے کی اصلاح کا راستہ اختیار کیا یا اسے خواہشاتِ نفس، ظلم، فساد اور بے ذمہ داری کا ذریعہ بنایا۔

یہ باب اسی حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ آزادی محض ایک سیاسی یا قانونی حق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت اور امانت ہے، جس کا شکر ادا کرنا، اس کی حفاظت کرنا اور اسے صحیح مقاصد کے لیے استعمال کرنا ہر فرد اور ہر قوم کی ذمہ داری ہے۔

نعمت کیا ہے؟

نعمت ہر وہ عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے، خواہ وہ مادی ہو یا معنوی، انفرادی ہو یا اجتماعی۔ قرآنِ کریم بار بار انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور و فکر کرنے، انہیں پہچاننے اور ان پر شکر ادا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ ایمان، امن، صحت اور آزادی ایسی بنیادی نعمتیں ہیں جن کے بغیر باوقار انسانی زندگی کا تصور ممکن نہیں۔ انسان اکثر ان نعمتوں کی اصل قدر اس وقت محسوس کرتا ہے جب وہ اس سے محروم ہو جائے، اس لیے اہلِ ایمان کو ہر حال میں ان کی قدر اور حفاظت کرنی چاہیے۔

آزادی کیوں عظیم نعمت ہے؟

آزادی انسان کو ایسا سازگار ماحول فراہم کرتی ہے جس میں وہ:

- اپنے دین پر عمل کر سکتا ہے۔
- علم حاصل کر سکتا ہے۔
- اپنی صلاحیتوں کو نکھار سکتا ہے۔
- حلال رزق کما سکتا ہے۔
- اپنے خاندان کی بہتر تربیت کر سکتا ہے۔
- معاشرے کی خدمت کر سکتا ہے۔
- ظلم کے خلاف آواز بلند کر سکتا ہے۔
- اپنے وطن کی ترقی میں مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔

یہ تمام امور اس وقت بہتر انداز میں انجام پاتے ہیں جب معاشرے میں امن، قانون کی بالادستی اور آزادی کا ماحول موجود ہو۔ اسی لیے وہ قومیں آزادی کی قدر زیادہ جانتی ہیں جنہوں نے غلامی، ظلم یا جبر کے ادوار کا سامنا کیا ہو۔

آزادی اور امن کا باہمی تعلق

آزادی اور امن ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ جہاں امن نہ ہو وہاں آزادی غیر محفوظ ہو جاتی ہے، اور جہاں آزادی سلب کر لی جائے وہاں پائیدار امن بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ اسلام جان، مال، عزت اور بنیادی حقوق کے تحفظ کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں افراد خود کو محفوظ محسوس کریں، انصاف میسر ہو اور حقوق کی حفاظت کی جائے، وہی حقیقی معنوں میں آزاد اور پُرامن معاشرہ کہلا سکتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے معاشرتی امن، باہمی احترام اور حقوق العباد کی ادائیگی پر خصوصی توجہ دلائی ہے۔

آزادی اور شکرگزاری

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ - "اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا۔" ۔(سورة إبراهيم:7)

یہ آیت ایک دائمی اصول بیان کرتی ہے کہ شکر نعمتوں کے دوام اور اضافے کا ذریعہ ہے، جبکہ ناشکری نعمتوں کے زوال کا سبب بن سکتی ہے۔ آزادی بھی اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نعمت ہے جس کا شکر صرف زبان سے نہیں بلکہ اس کے صحیح استعمال سے ادا ہوتا ہے۔

آزادی کا شکر کیسے ادا کیا جائے؟

آزادی کا شکر محض الفاظ سے ادا نہیں ہوتا بلکہ عملی زندگی میں اس کے صحیح استعمال سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی چند اہم صورتیں درج ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ کی اطاعت

سب سے پہلے انسان اپنے رب کی اطاعت اختیار کرے، کیونکہ نعمت عطا کرنے والا بھی وہی ہے اور اس کی حفاظت فرمانے والا بھی وہی ہے۔

امانت ودیانت

سرکاری یا نجی وسائل میں خیانت، رشوت، دھوکہ دہی اور بدعنوانی آزادی کے تقاضوں کے منافی ہیں۔ دیانت داری اور امانت داری نعمتِ آزادی کا حقیقی شکر ہیں۔

قانون کی پاسداری

قانون شکنی، بدعنوانی اور بے ضابطگی معاشرے کو کمزور کرتی ہیں، جبکہ قانون کا احترام قومی استحکام اور آزادی کے تحفظ کا ذریعہ بنتا ہے۔

خدمتِ خلق

اپنی آزادی کو دوسروں کے لیے آسانی، خیر اور بھلائی کا ذریعہ بنانا شکرگزاری کی بہترین عملی صورت ہے۔

وطن کی خدمت

اپنے علم، پیشے، ذمہ داری اور صلاحیت کے مطابق وطن کی ترقی اور خوش حالی میں حصہ لینا آزادی کی قدر کا عملی اظہار ہے۔

ناشکری کے نتائج

جب قومیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتیں اور انہیں غلط مقاصد کے لیے استعمال کرنے لگتی ہیں تو ان کے اجتماعی نظام میں کمزوریاں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

- بدعنوانی فروغ پاتی ہے۔
- قانون کی بالادستی کمزور ہو جاتی ہے۔
- باہمی اعتماد اور قومی اتحاد متاثر ہوتے ہیں۔
- ترقی کی رفتار سست پڑ جاتی ہے۔
- دشمن عناصر کو مداخلت کے مواقع مل جاتے ہیں۔

یہ تمام علامات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ قوم اپنی نعمتوں کی صحیح حفاظت نہیں کر رہی۔ اسی لیے قرآنِ کریم بار بار شکرگزاری اور نعمتوں کی حفاظت کی تلقین کرتا ہے۔

آزادی اور پاکستان

پاکستان کا قیام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمانوں کے لیے ایک عظیم نعمت ثابت ہوا، جس کے حصول کے لیے بے شمار مسلمانوں نے قربانیاں پیش کیں، ہجرتیں کیں اور ہر طرح کی مشکلات برداشت کیں۔ اس نعمت کی حفاظت ہر پاکستانی کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

آزادی کا تحفظ صرف افواجِ پاکستان یا قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر شہری اپنے اپنے دائرۂ کار میں اس کا امین ہے۔ استاد، عالم، طالب علم، تاجر، مزدور، کسان، ڈاکٹر، انجینئر، جج، سرکاری ملازم، صحافی، صنعت کار اور دیگر تمام افراد جب دیانت، احساسِ ذمہ داری اور اخلاص کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتے ہیں تو پوری قوم مضبوط ہوتی ہے اور آزادی بھی محفوظ رہتی ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں نعمتِ آزادی

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی قدر کرنے، ان پر شکر ادا کرنے اور انہیں خیر و بھلائی کے کاموں میں استعمال کرنے کی تعلیم دی۔ اگرچہ احادیث میں آزادی کے عنوان سے کوئی مستقل باب موجود نہیں، لیکن آپ ﷺ کی متعدد تعلیمات امن، ذمہ داری، شکرگزاری اور انسانی فلاح کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں، جو نعمتِ آزادی کے صحیح تصور کو سمجھنے میں رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

»مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ، مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا« - "تم میں سے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اپنے گھر میں امن کے ساتھ ہو، جسمانی صحت رکھتا ہو اور اس کے پاس اس دن کی روزی موجود ہو، تو گویا دنیا کی تمام نعمتیں اسے عطا کر دی گئی ہیں۔"

(جامع الترمذی، حدیث: 2346 — حسن)

یہ حدیث اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہے کہ امن، صحت اور بنیادی ضروریات اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں۔ امن کے بغیر نہ فرد اپنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی آزادی اپنی حقیقی روح کے ساتھ باقی رہ سکتی ہے۔ اس لیے امن کا تحفظ درحقیقت آزادی کے تحفظ کا بھی ایک بنیادی ذریعہ ہے۔

آزادی کی حفاظت کیوں ضروری ہے؟

ہر نعمت کی حفاظت ضروری ہے، لیکن جن نعمتوں کا تعلق پوری قوم سے ہو ان کی ذمہ داری بھی اجتماعی ہوتی ہے۔ اگر کوئی قوم اپنی آزادی کی حفاظت میں غفلت برتے تو اس کے منفی اثرات صرف موجودہ نسل تک محدود نہیں رہتے بلکہ آنے والی نسلیں بھی اس کے نتائج بھگتتی ہیں۔

آزادی کے تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ:

- اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط رکھا جائے۔
- قرآن وسنت کو زندگی کا رہنما بنایا جائے۔
- قانون کی بالادستی کو یقینی بنایا جائے۔
- عدل وانصاف کو فروغ دیا جائے۔
- تعلیم، تحقیق اور کردار سازی کو ترجیح دی جائے۔
- قومی وسائل کو امانت سمجھ کر استعمال کیا جائے۔
- اختلافِ رائے کے باوجود قومی اتحاد اور باہمی احترام کو برقرار رکھا جائے۔
- نوجوانوں کی دینی، اخلاقی اور فکری تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔

آزادی کی قدر کیسے پیدا کی جائے؟

آزادی کی قدر محض قومی تقریبات منانے سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ مسلسل تعلیم، تربیت اور عملی کردار سے فروغ پاتی ہے۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ:

- گھروں اور تعلیمی اداروں میں نئی نسل کو آزادی کی قدر اور اس کے تقاضوں سے آگاہ کیا جائے۔
- مساجد اور دینی مراکز میں آزادی کے اسلامی اصولوں پر روشنی ڈالی جائے۔
- ذرائع ابلاغ ذمہ دارانہ کردار ادا کریں اور قومی شعور بیدار کریں۔
- قومی دنوں کو محض جشن کے بجائے تجدیدِ عہد اور خود احتسابی کا موقع بنایا جائے۔
- نوجوانوں میں دیانت، خدمتِ خلق، تحقیق، محنت اور کردار سازی کا جذبہ پیدا کیا جائے۔

جب آزادی کو ایک قومی امانت اور اجتماعی ذمہ داری سمجھا جائے گا تو اس کا تحفظ بھی زیادہ مضبوط ہوگا۔

اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق

- آزادی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمت اور ایک امانت ہے۔
- ہر نعمت کی طرح آزادی بھی شکر اور صحیح استعمال کی مستحق ہے۔
- امن اور آزادی ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔
- آزادی کا تحفظ اجتماعی ذمہ داری ہے۔
- دیانت، عدل، علم، قانون کی پاسداری اور اتحاد قومی استحکام کی بنیاد ہیں۔
- نئی نسل میں آزادی کی قدر اور ذمہ داری کا شعور پیدا کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

عملی پیغام

اپنی آزادی کو صرف ذاتی فائدے کا ذریعہ نہ بنائیے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا، اپنے خاندان کی اصلاح، معاشرے کی خدمت اور وطن کی ترقی کے لیے استعمال کیجیے۔ آزادی کا حقیقی شکر اسی وقت ادا ہوتا ہے جب انسان اپنی ذمہ داریوں کو دیانت داری اور اخلاص کے ساتھ پورا کرے۔

قابلِ غور

کیا میرا روزمرہ کردار اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتِ آزادی کی قدر کرتا ہوں اور اسے اس کی رضا کے مطابق استعمال کرنے کی کوشش کر رہا ہوں؟

خلاصۂ باب

آزادی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمت اور ایک امانت ہے، جس کا صحیح استعمال ہر مسلمان کی دینی، اخلاقی اور اجتماعی ذمہ داری ہے۔ اس نعمت کا شکر صرف زبان سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، دیانت، قانون کی پاسداری، عدل، خدمتِ خلق اور تعمیرِ وطن کے ذریعے ادا ہوتا ہے۔ جب ایک قوم آزادی کو امانت سمجھ کر اس کی حفاظت کرتی ہے تو امن، استحکام اور ترقی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں، جبکہ ناشکری، بدعنوانی اور بے ذمہ داری اس نعمت کو کمزور کر دیتی ہیں۔ اس لیے آزادی کی حفاظت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت کی حفاظت ہے۔

باب سوم

غلامی کی قدیم و جدید صورتیں اور اسلام کی اصلاحی حکمت

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ﴾
"اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر جنگ نہیں کرتے"۔۔۔
(سورۃ النساء: 75)

تمہید

آزادی کی حقیقی قدر وہی جان سکتا ہے جس نے کسی نہ کسی شکل میں جبر، ظلم یا محکومی کے اثرات دیکھے ہوں۔ انسانی تاریخ میں ایسے طویل ادوار گزرے ہیں جب طاقتور اقوام نے کمزور انسانوں اور قوموں کی آزادی سلب کی، ان کے حقوق پامال کیے اور انہیں اپنے مفادات کے لیے استعمال کیا۔

اسلام کی دعوت، ایسے ماحول میں نازل ہوئی جہاں غلامی دنیا کے متعدد معاشروں میں ایک رائج حقیقت تھی۔ اسلام نے غلامی کو ایک مطلوب اور دائمی سماجی نظام کے طور پر برقرار نہیں رکھا بلکہ اس وقت کے عالمی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے تدریجی اصلاحی اقدامات اختیار کیے جن کا نتیجہ غلامی کے مسلسل خاتمے اور انسانی آزادی کے فروغ کی صورت میں ظاہر ہوا۔

اسلام نے اس نظام کو مزید مضبوط نہیں کیا بلکہ تدریج، عدل اور حکمت کے ساتھ ایسے اصول نافذ کیے جنہوں نے غلامی کے دروازے محدود کیے، غلاموں کے حقوق محفوظ کیے اور انہیں آزادی دلانے کی متعدد راہیں کھول دیں۔ یہی اسلام کی اصلاحی حکمت کا نمایاں پہلو ہے۔ آج اگرچہ قدیم طرز کی غلامی دنیا کے بیشتر حصوں سے ختم ہو چکی ہے، لیکن انسان نئی قسم کی غلامیوں میں گرفتار ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس باب کا اصل مقصد ماضی کی تاریخ بیان کرنا نہیں بلکہ یہ سمجھنا ہے کہ اسلام انسان کو ہر قسم کی ظاہری اور باطنی غلامی سے نجات دلا کر حقیقی آزادی عطا کرنا چاہتا ہے۔

غلامی کا مفہوم

غلامی اس حالت کو کہتے ہیں جس میں انسان اپنی آزادی، اختیار یا خودمختاری سے محروم ہو جائے اور کسی دوسرے انسان، نظام یا باطل قوت کے زیرِ تسلط زندگی گزارنے پر مجبور ہو۔

اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ حقیقی بندگی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جب انسان اپنے رب کا بندہ بنتا ہے تو وہ ہر ناجائز اقتدار، ظلم اور باطل غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے۔

اسلام سے پہلے غلامی

اسلام سے پہلے دنیا کے مختلف علاقوں میں غلامی ایک عام سماجی حقیقت تھی۔ غلاموں کو خریدنا، فروخت کرنا، وراثت میں منتقل کرنا اور ان سے سخت مشقت لینا معمول سمجھا جاتا تھا، جبکہ ان کے بنیادی انسانی حقوق بھی اکثر محفوظ نہیں ہوتے تھے۔

اسلام نے اس صورتِ حال کو پسند نہیں کیا بلکہ غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک، ان کی عزت، ان کے حقوق اور ان کی آزادی کی ترغیب دے کر اس نظام کی بنیادوں کو کمزور کیا۔ متعدد کفارات میں غلام آزاد کرنے کو باعثِ اجر قرار دیا گیا، جس سے غلامی کے تدریجی خاتمے کی راہ ہموار ہوئی۔

غلامی کی اصل مصیبت

غلامی کا سب سے بڑا نقصان صرف جسمانی پابندی نہیں بلکہ انسان کی عزت، خوداعتمادی اور اختیار کا سلب ہو جانا ہے۔ جب آزادی چھن جاتی ہے تو انسان کی سوچ محدود ہونے لگتی ہے، اس کی صلاحیتیں دب جاتی ہیں، انصاف تک رسائی مشکل ہو جاتی ہے اور خوف اس کی شخصیت پر غالب آ جاتا ہے۔
اسی لیے اسلام نے انسانی عزت وکرامت کو بنیادی حیثیت دی اور ہر اس چیز کی حوصلہ شکنی کی جو انسان کو ذلت اور محکومی کی طرف لے جائے۔

قوموں کی محکومی

جس طرح ایک فرد غلام بن سکتا ہے، اسی طرح ایک قوم بھی کمزوری کا شکار ہو سکتی ہے۔ جب کوئی قوم:

- علم سے دور ہو جائے،
- عدل کو نظر انداز کرے،
- بدعنوانی برداشت کرنے لگے،
- اخلاقی انحطاط کا شکار ہو جائے،
- معاشی خود انحصاری کھو دے،
- داخلی انتشار میں مبتلا ہو جائے،

تو اگرچہ وہ سیاسی طور پر آزاد ہو، عملی طور پر کمزور اور دوسروں کی محتاج بن سکتی ہے۔ اسلام اسی لیے ایمان، علم، عدل، دیانت، اتحاد اور ذمہ داری کو ایک مضبوط اور باوقار معاشرے کی بنیاد قرار دیتا ہے۔

اسلام کی اصلاحی حکمت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا» :ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔۔۔ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ« ”تین اشخاص ایسے ہیں جن کے خلاف میں قیامت کے دن خود مقدمہ پیش کروں گا۔۔۔ ان میں ایک وہ شخص ہے جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھا گیا۔“ (صحیح البخاری، حدیث: 2227)۔

اس حدیث سے دو بہت اہم فوائد حاصل ہوتے ہیں:

- اسلام نے آزاد انسان کو غلام بنانے کی شدید مذمت کی۔ اور یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام انسانی آزادی کی حفاظت کو انتہائی اہمیت دیتا ہے۔

اسلام نے غلامی کے مسئلے کا حل جذباتی نعروں یا وقتی اقدامات سے نہیں بلکہ ایسی حکمت، تدریج اور عملی اصلاح کے ذریعے پیش کیا جس نے چند دہائیوں میں معاشرے کی فکری، اخلاقی اور قانونی بنیادوں کو تبدیل کر دیا۔ اگر اسلام ایک ہی حکم کے ذریعے غلامی کے پورے نظام کو ختم کر دیتا تو اس وقت کے معاشی اور سماجی حالات میں بہت سے غلام بے سہارا ہو جاتے، کیونکہ نہ ان کے پاس معاشی وسائل تھے اور نہ ہی معاشرہ ان کی کفالت کے لیے تیار تھا۔ اس لیے اسلام نے ایسا متوازن راستہ اختیار کیا جس میں انسان کی عزت بھی محفوظ رہی اور معاشرے میں انتشار بھی پیدا نہ ہوا، مثلاً:

انسانی مساوات کا اعلان: اسلام نے سب سے پہلے یہ بنیادی اصول قائم کیا کہ تمام انسان ایک ہی اصل سے پیدا کیے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت کا معیار نسل، رنگ، زبان یا سماجی حیثیت نہیں بلکہ تقویٰ ہے۔

غلاموں کو انسانی عزت دینا: رسول اللہ ﷺ نے غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کو ایمان اور تقویٰ کا حصہ قرار دیا۔ یہ تعلیم اس دور کے معاشرے میں ایک انقلابی تبدیلی تھی، کیونکہ پہلی مرتبہ غلام کو بھی انسانی عزت، احترام اور بھائی چارے کے ساتھ جوڑا گیا۔

غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب: اسلام نے غلام آزاد کرنے کو بڑے اجر و ثواب کا عمل قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر غلام آزاد کرنے کو نیکی، کفارے اور تقویٰ کے اعمال میں شمار فرمایا۔ اس ترغیب نے غلاموں کی آزادی کو ایک عظیم عبادت بنا دیا۔

آزادی کو کفاروں کا حصہ بنانا: اسلام نے بعض خطاؤں کے کفارے میں غلام آزاد کرنے کو شامل کیا، مثلاً:

- بعض قسموں کے کفارے میں
- ظہار کے کفارے میں
- خطا سے قتل کے کفارے میں

اس حکمت سے ہر سال بڑی تعداد میں غلام آزادی حاصل کرتے رہے اور غلامی کا دائرہ مسلسل محدود ہوتا گیا۔

آزادی کا معاہدہ: اسلام نے غلام کو یہ حق بھی دیا کہ اگر وہ آزادی حاصل کرنا چاہے تو اپنے مالک سے معاہدہ کر کے محنت کے ذریعے اپنی آزادی حاصل کر سکتا ہے۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام غلامی کو دائمی نظام بنانا نہیں چاہتا تھا بلکہ آزادی کی راہیں کھول رہا تھا۔

اسلام کی اصلاحی حکمت کا حاصل

اسلام نے غلامی کو فروغ دینے کے بجائے اس کے اسباب کو محدود کیا، غلاموں کے حقوق کو محفوظ بنایا، ان کے ساتھ حسنِ سلوک کو دینی فریضہ قرار دیا، انہیں آزادی حاصل کرنے کے متعدد قانونی راستے فراہم کیے اور غلام آزاد کرنے کو عظیم اجر وثواب کا ذریعہ بنایا۔ ان اصلاحات نے رفتہ رفتہ ایسے معاشرے کی بنیاد رکھی جس میں انسان کی عزت، مساوات اور آزادی کو مرکزی حیثیت حاصل ہوئی۔

اسلام کا اصل مقصد ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا تھا جہاں انسان صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو، کسی دوسرے انسان کی ناجائز غلامی میں نہ رہے، اور عدل، رحمت اور انسانی کرامت کے ساتھ زندگی گزار سکے۔ اسی لیے اسلام نے:

- ظلم کی مذمت کی۔
- انسانی مساوات کو فروغ دیا۔
- غلام آزاد کرنے کی ترغیب دی۔
- غلاموں کے حقوق مقرر کیے۔
- آزادی کے قانونی راستے فراہم کیے۔
- حسنِ سلوک کو عبادت قرار دیا۔

یہ تمام اقدامات اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اسلام انسان کی آزادی، عزت اور فلاح کا دین ہے۔

جدید دور کی غلامی

آج اگرچہ روایتی غلامی تقریباً ختم ہو چکی ہے، لیکن انسان مختلف نئی غلامیوں کا شکار ہو سکتا ہے، مثلاً:

- خواہشاتِ نفس کی غلامی
- مال و دولت کی غلامی
- اقتدار اور شہرت کی ہوس
- منشیات اور نشہ آور اشیاء
- جھوٹ، رشوت اور بدعنوانی
- فحاشی اور اخلاقی بے راہ روی
- فکری اندھی تقلید
- سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل لت
- سودی مفادات اور غیر اخلاقی معاشی وابستگیاں

یہ تمام چیزیں انسان کی فکری، اخلاقی اور روحانی آزادی کو متاثر کرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ«۔۔۔ - "ہلاک ہو دینار کا بندہ، ہلاک ہو درہم کا بندہ"۔۔۔ (صحیح البخاری، حدیث: 2887)

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ جب مال انسان کی زندگی پر اس طرح غالب آجائے کہ حق و انصاف پسِ پشت چلا جائے تو وہ حقیقت میں مال کا غلام بن جاتا ہے۔

اگرچہ دنیا کے بیشتر ممالک میں روایتی غلامی کا نظام ختم ہو چکا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ غلامی مکمل طور پر ختم ہو گئی ہے۔ وقت کے ساتھ غلامی کی شکلیں بدل گئی ہیں۔ آج بھی ایسے بہت سے عوامل موجود ہیں جو انسان کی آزادی، عزت اور اختیار کو محدود کر دیتے ہیں۔ اسلام ان تمام صورتوں کو ناپسند کرتا ہے کیونکہ ان کا نتیجہ انسان کی شخصیت، کردار اور معاشرے کی تباہی کی صورت میں نکلتا ہے۔

فکری غلامی

فکری غلامی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی قوم یا فرد بغیر تحقیق کے دوسروں کے نظریات، تہذیب، طرزِ زندگی یا افکار کو اندھا دھند اختیار کر لے اور اپنی دینی و اخلاقی شناخت کو فراموش کر دے۔ اسلام مسلمانوں کو علم حاصل کرنے، غور و فکر کرنے اور حق کو دلیل کی بنیاد پر قبول کرنے کی تعلیم دیتا ہے، نہ کہ اندھی تقلید کی۔ ایک باشعور مسلمان ہر نئی چیز کو قرآن و سنت کے معیار پر پرکھتا ہے، پھر اسے قبول یا رد کرتا ہے۔

اخلاقی غلامی

جب خواہشاتِ نفس انسان پر غالب آ جائیں اور حلال و حرام، حق و باطل اور خیر و شر کی تمیز ختم ہونے لگے تو انسان اخلاقی غلامی کا شکار ہو جاتا ہے۔
ایسا شخص اپنے فیصلے عقل، وحی اور اخلاق کی بنیاد پر نہیں بلکہ وقتی خواہش، مفاد یا جذبات کی بنیاد پر کرتا ہے۔ قرآنِ کریم نے ایسے طرزِ عمل سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا: ﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ﴾ - "کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا؟" ۔ (سورۃ الجاثیہ: 23)
یہ آیت واضح کرتی ہے کہ خواہشات کی غلامی بھی ایک خطرناک غلامی ہے۔

معاشی غلامی

جب افراد یا قومیں محنت، دیانت اور خود انحصاری کو چھوڑ کر دوسروں پر غیر ضروری انحصار کرنے لگیں، یا قرض، بدعنوانی اور فضول خرچی میں مبتلا ہو جائیں، تو وہ آہستہ آہستہ معاشی غلامی کی طرف بڑھنے لگتی ہیں۔ اسلام محنت، تجارت، دیانت، کفایت شعاری اور حلال کمائی کی ترغیب دیتا ہے تاکہ فرد اور معاشرہ باوقار اور خود کفیل بن سکے۔
اسلام خود انحصاری، دیانت دار تجارت، حلال کمائی اور مالی ذمہ داری کی تعلیم دیتا ہے تاکہ فرد اور قوم دوسروں کی ناجائز محتاجی سے محفوظ رہ سکیں۔
اس کے ساتھ اسلام فضول خرچی اور اسراف سے بھی روکتا ہے، کیونکہ یہی عادات انسان کو مالی کمزوری اور دوسروں پر غیر ضروری انحصار کی طرف لے جا سکتی ہیں۔

ڈیجیٹل اور معلوماتی غلامی

آج کا دور معلومات کا دور ہے۔ ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا انسان کی سوچ پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ اگر انسان ہر سنی سنائی بات کو تحقیق کے بغیر قبول کر لے، افواہوں کو آگے بڑھائے یا جھوٹ اور پروپیگنڈے کا حصہ بن جائے تو وہ اپنی آزاد سوچ کھو دیتا ہے۔
قرآنِ کریم نے اس بارے میں نہایت واضح ہدایت دی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ - "اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔" ۔ (سورۃ الحجرات: 6)
یہ اصول آج کے ڈیجیٹل دور میں پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہے۔

بدعنوانی کی غلامی

رشوت، خیانت، دھوکہ دہی، سفارش اور ناجائز مفادات بھی غلامی کی ایک شکل ہیں۔ جو شخص اپنے ضمیر، قانون اور دینی اصولوں کو چند وقتی فوائد کے لیے فروخت کر دے، وہ حقیقت میں اپنے مفاد کا غلام بن جاتا ہے۔ ایسے رویے صرف فرد ہی کو نہیں بلکہ پوری قوم کو کمزور کرتے ہیں۔
یاد رہے کہ بدعنوانی صرف مالی جرم نہیں بلکہ اعتماد، انصاف اور قومی ترقی کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ جب ناجائز مفاد انسان کے ضمیر پر غالب آ جائے تو وہ اپنی اخلاقی آزادی کھو بیٹھتا ہے۔

اسلام ہمیں کس آزادی کی دعوت دیتا ہے؟ ۔ اسلام انسان کو ایسی آزادی کی دعوت دیتا ہے جو:

- ایمان سے مضبوط ہو۔

- علم سے روشن ہو۔
- اخلاق سے مزین ہو۔
- عدل سے متوازن ہو۔
- قانون کی پابندی سے محفوظ ہو۔
- خدمتِ خلق سے مفید ہو۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنے۔
- آخرت کی کامیابی کا زریعہ بنے۔

یہی آزادی انسان کو دنیا میں عزت اور آخرت میں کامیابی عطا کرتی ہے۔

سنت سے رہنمائی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ» "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔" (صحیح البخاری، حدیث: 10؛ صحیح مسلم، حدیث: 40)۔ یہ حدیث اس بات کی تعلیم دیتی ہے کہ حقیقی آزادی کبھی دوسروں کے حقوق سلب کرنے کا نام نہیں، بلکہ اپنی آزادی کو دوسروں کے امن اور احترام کے ساتھ استعمال کرنے کا نام ہے۔

اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق

- اسلام انسان کو ہر قسم کی ناجائز غلامی سے نجات دلانے آیا ہے۔
- انسانی مساوات اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔
- غلامی کے خاتمے کے لیے اسلام نے تدریجی مگر مؤثر اصلاحی نظام اختیار کیا۔
- موجودہ دور میں فکری، اخلاقی، معاشی اور اطلاعاتی غلامی بھی حقیقی خطرات ہیں۔
- آزادی صرف سیاسی خودمختاری نہیں بلکہ فکری، اخلاقی اور دینی خودمختاری بھی ہے۔
- ایک آزاد اور باوقار قوم وہی ہوتی ہے جو علم، عدل، دیانت اور خود انحصاری کو اپنا شعار بنائے۔

عملی پیغام

اپنے آپ سے یہ سوال کیجیے کہ کیا میں واقعی آزاد ہوں، یا میری زندگی کسی غلط عادت، ناجائز خواہش، بے جا تعصب، جھوٹ، بدعنوانی یا اندھی تقلید کے زیرِ اثر ہے؟ حقیقی آزادی کا آغاز اپنی اصلاح سے ہوتا ہے۔

قابلِ غور

ہم اپنے بچوں کو آزادی کی تاریخ تو پڑھاتے ہیں، کیا ہم اپنی نئی نسل کو صرف سیاسی آزادی کا مفہوم سکھا رہے ہیں، یا انہیں یہ بھی بتا رہے ہیں کہ حقیقی آزادی ایمان، علم، اخلاق اور اللہ تعالیٰ کی بندگی سے حاصل ہوتی ہے؟

خلاصۂ باب

غلامی صرف ماضی کا ایک سماجی نظام نہیں بلکہ ہر وہ کیفیت ہے جو انسان کی آزادی، عزت، سوچ یا کردار کو محدود کردے۔ اسلام نے غلامی کے رائج نظام کو حکمت اور تدریج کے ساتھ ختم کرنے کی بنیاد رکھی، غلاموں کے حقوق کا تحفظ کیا، انہیں آزاد کرنے کی ترغیب دی اور انسانی مساوات کو معاشرے کا بنیادی اصول بنایا۔ آج کے دور میں بھی مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر قسم کی فکری، اخلاقی، معاشی اور روحانی غلامی سے بچتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرے، کیونکہ جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرتا ہے، وہی ہر باطل غلامی سے نجات پا کر حقیقی آزادی اور دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرتا ہے۔

باب چہارم

برصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہدِ آزادی اور قیامِ پاکستان

﴿وَاعۡتَصِمُوا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ - "اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔"
(سورۃ آلِ عمران: 103)

باب کا تعارف

پاکستان کا قیام ایک تاریخی اتفاق نہیں بلکہ مسلمانوں کی طویل دینی، تہذیبی اور سیاسی جدوجہد کا نتیجہ تھا۔ اس باب میں برصغیر کے مسلمانوں کی قربانیوں، قیامِ پاکستان کے اسباب اور آزادی کی تاریخی اہمیت کو اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے تاکہ نئی نسل اس عظیم نعمت کی قدر کو بہتر طور پر سمجھ سکے۔

تمہید

آزادی کسی قوم کو اتفاقاً حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے پیچھے ایمان، قربانی، استقامت، اجتماعی شعور اور مسلسل جدوجہد کی ایک طویل داستان ہوتی ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں کی آزادی کی جدوجہد بھی تاریخ کا ایسا ہی ایک روشن باب ہے۔ یہ تحریک محض سیاسی اقتدار کے حصول کے لیے نہیں تھی بلکہ اپنے دینی تشخص، تہذیبی شناخت، مذہبی آزادی اور آئندہ نسلوں کے محفوظ مستقبل کے لیے تھی۔ قوموں کی تاریخ میں بعض اوقات ایسے ادوار آتے ہیں جو آنے والی نسلوں کی تقدیر متعین کر دیتے ہیں۔ برصغیر کے مسلمانوں کی آزادی کی جدوجہد بھی انہی تاریخی مراحل میں سے ایک تھی۔ یہ جدوجہد صرف سیاسی اقتدار کے حصول کے لیے نہیں تھی بلکہ اپنے دینی تشخص، تہذیبی شناخت، مذہبی آزادی اور اجتماعی مستقبل کے تحفظ کے لیے تھی۔

قیامِ پاکستان لاکھوں مسلمانوں کی دعاؤں، قربانیوں، ہجرتوں، استقامت اور مسلسل جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اس لیے اس تاریخی واقعے کو صرف ایک قومی کامیابی نہیں بلکہ ایک عظیم ذمہ داری کے طور پر بھی دیکھنا چاہیے۔ آزادی کا حصول ایک منزل تھی، لیکن اس کی حفاظت، استحکام اور ترقی ایک مسلسل سفر ہے جس میں ہر نسل کو اپنا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس باب میں برصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہد کا مختصر جائزہ، قیامِ پاکستان کی اہمیت، آزادی کے حصول میں دی جانے والی قربانیوں اور ان سے حاصل ہونے والے عملی اسباق کو قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کیا جائے گا۔

برصغیر میں مسلمانوں کی دینی و تہذیبی شناخت

برصغیر میں مسلمانوں کی آمد کے بعد یہاں ایک عظیم علمی، دینی اور تہذیبی روایت قائم ہوئی۔ مختلف ادوار میں مسلمان سیاسی اقتدار کے ساتھ ساتھ تعلیم، عدل، فنون، تعمیرات اور سماجی فلاح کے میدان میں نمایاں کردار ادا کرتے رہے۔ بعد ازاں سیاسی تبدیلیوں اور نوآبادیاتی نظام نے اس صورتِ حال کو یکسر بدل دیا۔ برصغیر میں مسلمانوں نے کئی صدیوں تک علم، عدل، تہذیب، فنون، تعمیرات، تعلیم اور سماجی فلاح کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ مدارس، مساجد، خانقاہیں، علمی مراکز اور عدالتی نظام اس تہذیبی روایت کا حصہ تھے۔

وقت گزرنے کے ساتھ سیاسی حالات میں بڑی تبدیلیاں آئیں۔ اقتدار کی تبدیلی، نوآبادیاتی نظام اور نئے سیاسی حالات نے مسلمانوں کے لیے کئی نئے چیلنج پیدا کیے۔ ایسے حالات میں اپنی دینی شناخت، مذہبی آزادی، تعلیمی اداروں اور تہذیبی اقدار کا تحفظ ایک اہم مسئلہ بن گیا۔ برصغیر کے مسلمانوں نے اس صورتِ حال کا مقابلہ صرف سیاسی میدان میں نہیں بلکہ تعلیم، دعوت، اصلاح، سماجی خدمت اور فکری بیداری کے ذریعے بھی کیا۔ یہی ہمہ جہت جدوجہد بعد کے ادوار میں اجتماعی شعور کی بنیاد بنی۔

آزادی کی جدوجہد کا بنیادی مقصد

آزادی کی اس جدوجہد میں مختلف مذہبی، سیاسی، سماجی، تعلیمی اور فکری شخصیات اور تحریکوں نے اپنے اپنے دائرۂ کار میں خدمات انجام دیں۔ اس باب کا مقصد کسی شخصیت یا جماعت کی تفصیلی سوانح بیان کرنا نہیں بلکہ ان اجتماعی اصولوں کو اجاگر کرنا ہے جنہوں نے مسلمانوں میں آزادی کا شعور پیدا کیا۔ تاریخی اعتبار سے مختلف افراد اور تحریکوں نے آزادی کی جدوجہد میں اپنا کردار ادا کیا، لیکن اس جدوجہد کے بنیادی مقاصد میں چند امور نمایاں تھے:

- مسلمانوں کی دینی آزادی کا تحفظ۔
- مذہبی عبادات اور اسلامی شعائر پر آزادانہ عمل۔
- اپنی تہذیبی اور ثقافتی شناخت کا تحفظ۔
- تعلیم، معاشرت اور اجتماعی زندگی میں اپنے دینی اقدار کے مطابق ترقی کا موقع۔
- ایک ایسا ماحول جہاں مسلمان اپنی اجتماعی زندگی کو اپنے عقائد کے مطابق منظم کر سکیں۔

یہ مقاصد اس حقیقت کی یاد دہانی کراتے ہیں کہ آزادی کا مفہوم صرف سرحدوں کا قیام نہیں بلکہ اپنے دین، اقدار اور شناخت کے ساتھ باوقار زندگی گزارنے کا حق بھی ہے۔

اتحاد کی طاقت

قرآنِ کریم مسلمانوں کو اتحاد، باہمی تعاون اور مشترکہ مقصد کے لیے مل کر کام کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہد سے بھی یہ سبق ملتا ہے کہ جب ایک قوم اپنے بنیادی مقصد پر متحد ہو جائے تو وہ بڑے سے بڑے چیلنج کا مقابلہ کر سکتی ہے۔
اختلافِ رائے ہر معاشرے میں موجود ہوتا ہے، لیکن جب قومی مفاد، دین اور مستقبل کا سوال ہو تو باہمی احترام، مشاورت اور اتحاد کو ترجیح دینا ضروری ہوتا ہے۔

آزادی قربانی مانگتی ہے

دنیا کی کوئی بھی بڑی نعمت بغیر قربانی کے حاصل نہیں ہوتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾
"اور جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا"۔۔۔ (سورۃ الأنفال: 72)
برصغیر کے مسلمانوں نے آزادی کے حصول کے لیے:

- اپنے گھر بار چھوڑے۔
- ہجرت کی سختیاں برداشت کیں۔
- جان و مال کی قربانیاں دیں۔
- خاندانوں سے بچھڑنے کا غم سہا۔
- بے شمار مشکلات کا صبر و استقامت سے سامنا کیا۔

ان قربانیوں کا احترام صرف یادگاری تقریبات سے نہیں بلکہ اس آزادی کی حفاظت اور تعمیر سے ہوتا ہے۔ قومیں اپنے شہداء، مہاجرین اور محسنین کی قربانیوں کو صرف یاد نہیں رکھتیں بلکہ ان کے مشن کو اپنی عملی زندگی میں زندہ بھی رکھتی ہیں۔

ہجرت کا سبق

اگرچہ ہجرتِ نبوی ﷺ اور برصغیر کے مسلمانوں کی ہجرت اپنے اپنے تاریخی پس منظر، اسباب اور حالات کے اعتبار سے مختلف واقعات ہیں، تاہم دونوں سے قربانی، صبر، استقامت اور اللہ تعالیٰ پر توکل کا عظیم سبق ضرور حاصل ہوتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں ہجرت کو ایک عظیم مقام حاصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

برصغیر کے مسلمانوں کی ہجرت تاریخی اعتبار سے مختلف حالات میں پیش آئی، لیکن اس نے ہمیں یہ سبق ضرور دیا کہ جب انسان اپنے عقیدے، عزت اور مستقبل کے تحفظ کے لیے قربانی دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے نئی راہیں کھول دیتا ہے۔ ہجرت کی یاد ہمیں ان لاکھوں خاندانوں کی تکالیف، صبر اور استقامت کو فراموش نہیں کرنے دیتی جنھوں نے بہتر مستقبل کی امید میں اپنا سب کچھ چھوڑ دیا۔

آزادی کا اصل امتحان

آزادی حاصل کرنا ایک عظیم کامیابی ہے، لیکن اسے محفوظ رکھنا اس سے بھی بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر ایک قوم:

- قانون کی پابندی کرے،
- تعلیم کو فروغ دے،
- دیانت داری اختیار کرے،
- عدل قائم کرے،
- قومی اتحاد کو مضبوط کرے،
- اور آنے والی نسلوں کی صحیح تربیت کرے،

تو اس کی آزادی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ لیکن اگر یہی امور نظر انداز کر دیے جائیں تو آزادی کا حقیقی مقصد بھی کمزور ہونے لگتا ہے۔

آزادی کی حفاظت صرف سرحدوں کی حفاظت سے نہیں ہوتی بلکہ قانون کی بالادستی، عدل، دیانت، تعلیم، معاشی استحکام، قومی اتحاد اور اعلیٰ اخلاق کے ذریعے بھی ہوتی ہے۔ یہی وہ بنیادیں ہیں جو کسی بھی آزاد ریاست کو مضبوط اور پائیدار بناتی ہیں۔

پاکستان — ایک عظیم امانت

پاکستان کا قیام محض ایک سیاسی تبدیلی نہیں تھا بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کی دینی شناخت، مذہبی آزادی، تہذیبی تشخص اور محفوظ مستقبل کی اجتماعی آرزوؤں کا عملی اظہار تھا۔ یہ وطن لاکھوں مسلمانوں کی دعاؤں، قربانیوں، ہجرتوں اور مسلسل جدوجہد کا ثمر ہے۔ اس لیے اس کی حفاظت، استحکام اور ترقی ہر شہری کی دینی، اخلاقی اور قومی ذمہ داری ہے۔

وطن سے محبت اسلام کی تعلیمات میں فطری جذبے کے طور پر موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے موقع پر مکہ مکرمہ سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی سرزمین سے محبت ایک فطری انسانی جذبہ ہے، بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، عدل اور حق کے تابع ہو۔

قربانیوں کو یاد رکھنے کا صحیح طریقہ

ہر سال آزادی کا دن منانا اپنی جگہ اہم ہے، لیکن اصل مقصد صرف تقریبات منعقد کرنا نہیں بلکہ ان قربانیوں کے پیغام کو اپنی عملی زندگی میں زندہ رکھنا ہے۔ قربانیوں کو یاد رکھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ:

- اپنے وطن سے محبت کی جائے۔
- آئین اور قانون کا احترام کیا جائے۔
- قومی املاک کی حفاظت کی جائے۔
- رشوت اور بدعنوانی سے مکمل اجتناب کیا جائے۔
- اپنے فرائض دیانت داری سے ادا کیے جائیں۔

- نئی نسل کو آزادی کی حقیقی تاریخ اور اس کے تقاضوں سے آگاہ کیا جائے۔

یہی وہ اعمال ہیں جو شہداء اور بانیانِ پاکستان کی قربانیوں کا حقیقی احترام ہیں۔

اختلاف نہیں، انتشار خطرناک ہے

اسلام اختلافِ رائے کے آداب سکھاتا ہے۔ ایک مہذب قوم میں مختلف آراء کا موجود ہونا فطری بات ہے، لیکن جب اختلاف دشمنی، نفرت، بہتان، تشدد اور انتشار میں تبدیل ہو جائے تو قومی وحدت کمزور ہونے لگتی ہے۔ پاکستان کی ترقی اسی وقت ممکن ہے جب ہم اپنے دینی، آئینی اور قومی اصولوں کے دائرے میں رہتے ہوئے اختلافات کو برداشت کرنا اور باہمی احترام کو فروغ دینا سیکھیں۔ اختلاف اگر علم، احترام اور خیرخواہی کے ساتھ ہو تو معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے، جبکہ انتشار قومی کمزوری کا سبب بن جاتا ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: »الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا« 'ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔' (صحیح البخاری، حدیث: 481؛ صحیح مسلم، حدیث: 2585)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مضبوط معاشرہ باہمی تعاون، اتحاد اور اعتماد پر قائم ہوتا ہے۔ یہی اصول ایک مضبوط اور مستحکم ریاست کی بنیاد بھی ہے۔

آزادی کے بعد اصل ذمہ داری

اکثر قومیں آزادی حاصل کرنے کے بعد یہ سمجھ لیتی ہیں کہ ان کی جدوجہد مکمل ہو گئی، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ آزادی کے بعد اصل امتحان شروع ہوتا ہے۔ یہ امتحان اس بات کا ہوتا ہے کہ:

- کیا قوم عدل قائم کرتی ہے؟
- کیا قانون سب کے لیے برابر ہوتا ہے؟
- کیا امانت اور دیانت کو فروغ ملتا ہے؟
- کیا تعلیم کو قومی ترجیح بنایا جاتا ہے؟
- کیا نوجوانوں کی صحیح تربیت کی جاتی ہے؟
- کیا قومی وسائل کو امانت سمجھا جاتا ہے؟
- کیا اختلافات کے باوجود اتحاد برقرار رکھا جاتا ہے؟

اگر ان سوالات کے جوابات مثبت ہوں تو آزادی مضبوط ہوتی جاتی ہے، ورنہ اس کے ثمرات کمزور پڑنے لگتے ہیں۔ یہی وہ اصول ہیں جو آزادی کو محض ایک تاریخی واقعہ نہیں بلکہ ایک زندہ قومی نعمت بنا دیتے ہیں۔

آزادی اور تعمیرِ وطن

کوئی بھی ملک صرف حکومتوں کے فیصلوں سے ترقی نہیں کرتا بلکہ اس کے ہر شہری کا کردار اس کی ترقی میں شامل ہوتا ہے۔ استاد جب دیانت داری سے تعلیم دیتا ہے تو وہ وطن کی تعمیر کرتا ہے۔ ڈاکٹر جب اخلاص کے ساتھ مریض کا علاج کرتا ہے تو وہ وطن کی خدمت کرتا ہے۔ تاجر جب دیانت داری سے تجارت کرتا ہے تو قومی معیشت کو مضبوط بناتا ہے۔ کسان جب محنت سے زمین آباد کرتا ہے تو قوم کے مستقبل کو مضبوط کرتا ہے۔ مزدور جب ذمہ داری سے کام کرتا ہے تو ترقی کی بنیاد رکھتا ہے۔ سرکاری ملازم جب امانت داری سے فرائض انجام دیتا ہے تو ریاست پر عوام کا اعتماد بڑھاتا ہے۔ اس طرح معاشرے کا ہر فرد اپنے اپنے مقام پر وطن کی تعمیر میں شریک ہوتا ہے۔ جب معاشرے کا ہر فرد اپنے دائرۂ کار میں ذمہ داری اور دیانت کا مظاہرہ کرتا ہے تو مجموعی طور پر ایک مضبوط، خوش حال اور باوقار ریاست وجود میں آتی ہے۔

آزادی اور نوجوان نسل

ہر قوم کا مستقبل اس کے نوجوانوں سے وابستہ ہوتا ہے۔ اگر نوجوان:

- علم حاصل کریں،
- اعلیٰ اخلاق اپنائیں،
- وقت کی قدر کریں۔
- ڈیجیٹل ذرائع کا ذمہ دارانہ استعمال کریں۔
- اپنی دینی شناخت پر فخر کریں،
- جدید علوم میں مہارت حاصل کریں،
- تحقیق، محنت اور اختراع کو اپنا شعار بنائیں،
- وطن کی خدمت کو عبادت سمجھیں،

تو قوم کا مستقبل روشن ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر نوجوان بے مقصد زندگی، اخلاقی کمزوری، منشیات، انتہا پسندی، نفرت، سستی اور غیر ذمہ داری کا شکار ہو جائیں تو آزادی کے ثمرات بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اسی لیے نوجوانوں کی صحیح تربیت قومی بقا کی بنیادی ضرورت ہے۔

اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق

- برصغیر کے مسلمانوں کی آزادی کی جدوجہد دینی شناخت، اجتماعی وقار اور محفوظ مستقبل کے لیے تھی۔
- قیامِ پاکستان عظیم قربانیوں، ہجرتوں اور مسلسل جدوجہد کا ثمر ہے۔
- آزادی حاصل کرنے سے زیادہ اہم اس کی حفاظت اور صحیح استعمال ہے۔
- قومی ترقی صرف حکومت کی نہیں بلکہ ہر شہری کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔
- نوجوان قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں؛ ان کی تعلیم، تربیت اور کردار سازی مستقبل کی ضمانت ہے۔
- اتحاد، عدل، باہمی احترام، قانون کی پاسداری اور دیانت داری ہی آزادی کو مضبوط اور پائیدار بناتے ہیں۔

عملی پیغام

اپنے وطن کی خدمت کا آغاز کسی بڑے منصب سے نہیں بلکہ اپنے روزمرہ فرائض کو دیانت داری، امانت اور اخلاص کے ساتھ ادا کرنے سے ہوتا ہے۔ اگر ہر شہری اپنے حصے کی ذمہ داری پوری کرے تو پورا ملک مضبوط ہو جاتا ہے۔ وطن کی تعمیر ہمیشہ فرد کی اصلاح سے شروع ہوتی ہے۔

قابلِ غور

اگر پاکستان کی ترقی اور استحکام میں میرے کردار کا آج ہی جائزہ لیا جائے، تو میری کون سی تین عادات ایسی ہیں جنہیں مجھے فوراً بہتر بنانا چاہیے؟
یہ خود احتسابی پر زیادہ زور دیتا ہے۔

خلاصۂ باب

برصغیر کے مسلمانوں کی آزادی کی جدوجہد محض سیاسی تاریخ کا ایک باب نہیں بلکہ ایمان، قربانی، صبر، اتحاد اور اجتماعی ذمہ داری کا روشن نمونہ ہے۔ قیامِ پاکستان ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ آزادی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور ایک قومی امانت ہے، جس کی حفاظت صرف سرحدوں کی حفاظت سے نہیں بلکہ عدل، علم، دیانت، قانون کی پاسداری، قومی اتحاد اور کردار سازی سے ممکن ہے۔ جب ہر شہری اپنی ذمہ داری کو اللہ تعالیٰ کی امانت، قومی فریضہ اور عبادت سمجھ کر ادا کرتا ہے تو وطن مضبوط، خوش حال، باوقار اور آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ بن جاتا ہے۔

باب پنجم

آزادی کے بعد ہماری قومی ذمہ داریاں

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ۔" ۔ (سورۃ النساء: 58)

باب کا تعارف

آزادی حاصل کرنا ایک مرحلہ ہے، جبکہ اس کی حفاظت اور اس کے تقاضے پورے کرنا مستقل ذمہ داری ہے۔ اس باب میں فرد، خاندان، معاشرے اور ریاست کے حوالے سے ان ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا ہے جن پر عمل کر کے آزادی کو مضبوط اور قوم کو ترقی یافتہ بنایا جا سکتا ہے۔

تمہید

آزادی کسی قوم کی منزل نہیں بلکہ ایک نئی ذمہ داری کا آغاز ہے۔ آزادی حاصل ہونے کے بعد کسی قوم کی اصل کامیابی اس بات میں ہوتی ہے کہ وہ عدل، دیانت، علم، قانون کی پاسداری اور اخلاقی اقدار کے ذریعے اس نعمت کی حفاظت کرے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بہت سی قومیں آزادی تو حاصل کر لیں، لیکن اندرونی کمزوریوں کی وجہ سے اس کے ثمرات کو برقرار نہ رکھ سکیں۔

اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر نعمت کے ساتھ ذمہ داری بھی وابستہ ہوتی ہے۔ آزادی بھی ایک ایسی اجتماعی امانت ہے جس کے بارے میں ہر فرد، ہر ادارے اور پوری قوم سے سوال ہوگا کہ اس نے اس امانت کی حفاظت کے لیے کیا کردار ادا کیا۔ اس باب میں ہم ان بنیادی قومی ذمہ داریوں کا جائزہ لیں گے جو ایک آزاد اور باوقار ریاست کے استحکام کے لیے ناگزیر ہیں۔

آزادی ایک امانت ہے

اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہر امانت کی حفاظت لازم ہے۔ پاکستان صرف ایک جغرافیائی خطہ نہیں بلکہ ایک قومی امانت، اجتماعی ذمہ داری اور آنے والی نسلوں کا محفوظ مستقبل ہے، جس کی حفاظت ایمان، علم، کردار، دیانت، عدل اور اتحاد کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اگر ہم اس امانت کی حفاظت کریں گے تو آنے والی نسلیں بھی اس کے ثمرات سے فائدہ اٹھائیں گی، لیکن اگر ہم غفلت اختیار کریں گے تو اس کے نتائج پوری قوم کو بھگتنا پڑ سکتے ہیں۔

پہلی ذمہ داری ۔ اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق

ہر مضبوط قوم کی بنیاد مضبوط ایمان پر قائم ہوتی ہے۔ جب افراد اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط رکھتے ہیں تو ان کے اندر:

- امانت داری پیدا ہوتی ہے۔
- انصاف فروغ پاتا ہے۔
- ظلم کم ہوتا ہے۔
- جواب دہی کا احساس بیدار رہتا ہے۔
- حقوق العباد کی حفاظت ہوتی ہے۔

اسی لیے قرآن وسنت نے ایمان اور عملِ صالح کو ہر کامیاب معاشرے کی بنیاد قرار دیا ہے۔ مضبوط ایمان صرف فرد کی اصلاح نہیں کرتا بلکہ پورے معاشرے کے کردار کو بھی مضبوط بناتا ہے۔

دوسری ذمہ داری۔ قانون کی پاسداری

کسی بھی آزاد ریاست کی اصل طاقت صرف اس کی فوج یا معیشت نہیں بلکہ اس کے شہریوں کا قانون پر اعتماد اور اس کی پابندی ہے۔ اسلام میں قانون شکنی، دھوکہ دہی، رشوت، سفارش، ٹیکس چوری، سرکاری وسائل کا ناجائز استعمال اور عوامی املاک کو نقصان پہنچانا سخت ناپسندیدہ اعمال ہیں۔ جب قانون سب کے لیے برابر ہو اور ہر شہری اس کا احترام کرے تو ریاست مضبوط ہوتی ہے۔

تیسری ذمہ داری۔ عدل و انصاف

﴿اعۡدِلُوا هُوَ أَقۡرَبُ لِلتَّقۡوَى﴾ -"انصاف کرو، یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔"(سورۃ المائدۃ:8)

عدل اسلامی ریاست کی روح ہے۔ اگر انصاف صرف طاقتور کو ملے اور کمزور محروم رہ جائے تو آزادی کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ قرآنِ کریم مسلمانوں کو ہر حال میں انصاف قائم کرنے کا حکم دیتا ہے، خواہ فیصلہ اپنے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ انصاف پر قائم معاشرہ ہی پائیدار امن، ترقی اور استحکام حاصل کرتا ہے۔ عدالتی فیصلوں اور آئینی نظم کا احترام بھی قانون کی پاسداری کا حصہ ہے۔

چوتھی ذمہ داری۔ امانت اور دیانت

بدعنوانی آزادی کی سب سے بڑی دشمنوں میں سے ایک ہے۔ رشوت، خیانت، ملاوٹ، دھوکہ دہی، جعلی دستاویزات، سفارش اور اختیارات کا ناجائز استعمال نہ صرف افراد بلکہ پوری ریاست کو کمزور کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے امانت داری کو ایمان کی علامت اور خیانت کو نفاق کی نشانی قرار دیا۔ ہر شہری کو چاہیے کہ وہ اپنے پیشے، ذمہ داری اور منصب کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر ادا کرے۔

پانچویں ذمہ داری۔ علم، تعلیم اور تحقیق

آج کی دنیا میں وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو تعلیم، تحقیق، سائنس، ٹیکنالوجی اور کردار سازی کو اپنی قومی ترجیح بناتی ہیں۔ اسلام کا پہلا وحی شدہ حکم "اقْرَأْ" علم کی اہمیت کا واضح اعلان ہے۔ ایک تعلیم یافتہ، باشعور اور باکردار قوم ہی اپنی آزادی کو مضبوط بنیادوں پر قائم رکھ سکتی ہے۔

چھٹی ذمہ داری۔ قومی اتحاد

قرآنِ کریم مسلمانوں کو تفرقہ، نفرت اور باہمی دشمنی سے روکتا ہے۔ قومیں اس وقت کمزور ہوتی ہیں جب:

- ذاتی مفاد قومی مفاد پر غالب آ جائے۔
- اختلاف دشمنی میں بدل جائے۔
- تعصب انصاف پر حاوی ہو جائے۔
- افواہیں اتحاد کو نقصان پہنچائیں۔

ایک مضبوط پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ ہم اختلافات کے باوجود قومی یکجہتی کو مقدم رکھیں۔

ساتویں ذمہ داری۔ خدمتِ وطن

اسلام میں خدمتِ خلق ایک عظیم عبادت ہے۔ جب یہی خدمت اپنے وطن، اپنے معاشرے اور اپنے ہم وطنوں کی فلاح کے لیے ہو تو اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ہر شہری اپنی صلاحیت، علم، پیشے اور کردار کے ذریعے وطن کی خدمت کر سکتا ہے۔ کوئی خدمت چھوٹی نہیں ہوتی، اگر اس میں اخلاص اور دیانت شامل ہو۔ تحقیق، اختراع اور ٹیکنالوجی میں خود کفالت بھی قومی آزادی کے استحکام کا اہم ذریعہ ہے۔ وطن کی خدمت صرف بڑے کارناموں سے نہیں بلکہ اپنے روزمرہ فرائض کو دیانت داری سے انجام دینے سے بھی ہوتی ہے۔

آٹھویں ذمہ داری۔ قومی وسائل کی حفاظت

اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کو مختلف نعمتوں سے نوازا ہے۔ زمین، پانی، معدنیات، جنگلات، توانائی کے ذرائع، سرکاری ادارے، تعلیمی مراکز، سڑکیں، اسپتال، تاریخی ورثہ اور عوامی املاک سب قومی امانت ہیں۔ ان وسائل کا ضیاع، ناجائز استعمال یا ان کو نقصان پہنچانا صرف مالی نقصان نہیں بلکہ پوری قوم کے مستقبل کو کمزور کرنا ہے۔ ایک ذمہ دار شہری:

- بجلی، پانی اور دیگر وسائل کا اسراف نہیں کرتا۔
- سرکاری املاک کو اپنی امانت سمجھتا ہے۔
- ٹیکس اور دیگر قانونی ذمہ داریاں دیانت داری سے ادا کرتا ہے۔
- ماحول کو آلودہ کرنے سے اجتناب کرتا ہے۔
- آئندہ نسلوں کے حقوق کو بھی مدنظر رکھتا ہے۔

یہی طرزِ عمل قومی ترقی کی مضبوط بنیاد بنتا ہے۔

نویں ذمہ داری۔ نوجوانوں کی کردار سازی: ہر قوم کا اصل سرمایہ اس کے نوجوان ہوتے ہیں۔ اگر نوجوان:

- دین سے وابستہ ہوں،
- علم حاصل کریں،
- تحقیق کو فروغ دیں،
- اعلیٰ اخلاق اپنائیں،
- وقت کی قدر کریں،
- والدین اور اساتذہ کا احترام کریں،
- قانون کی پابندی کریں،

تو وہ قوم ترقی کی نئی منزلیں طے کرتی ہے۔ اس کے برعکس اگر نوجوان بے مقصد زندگی، منشیات، فحاشی، انتہا پسندی، سستی، نفرت اور غیر ذمہ داری کا شکار ہو جائیں تو آزادی کے ثمرات ضائع ہونے لگتے ہیں۔ اسی لیے نوجوانوں کی تعلیم کے ساتھ ان کی اخلاقی، فکری اور دینی تربیت بھی ناگزیر ہے۔

دسویں ذمہ داری۔ اختلاف کو احترام کے ساتھ سنبھالنا

ایک آزاد معاشرے میں اختلافِ رائے فطری بات ہے، لیکن اختلاف کو دشمنی میں بدل دینا قومی کمزوری کی علامت ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ:

- اختلاف دلیل کے ساتھ ہو۔
- گفتگو شائستہ ہو۔
- بہتان، گالی اور نفرت سے اجتناب کیا جائے۔
- قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر مقدم رکھا جائے۔
- اختلاف کے باوجود بھائی چارہ قائم رکھا جائے۔

یہی رویہ ایک مضبوط، مہذب اور ترقی یافتہ معاشرے کی پہچان ہے۔ اختلاف اگر احترام، مشاورت اور خیر خواہی کے ساتھ ہو تو معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے، لیکن نفرت اور انتشار قومی کمزوری کا سبب بنتے ہیں۔

گیارہویں ذمہ داری۔ آنے والی نسلوں کی صحیح تربیت

آزادی صرف موجودہ نسل کی ملکیت نہیں بلکہ آئندہ نسلوں کی امانت بھی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بچوں کو:

- قرآنِ کریم سے وابستگی،
- سنتِ نبوی ﷺ کی تعلیمات،
- سچائی،
- دیانت،
- خدمتِ خلق،
- قانون کی پابندی،

- وطن سے محبت،
- محنت اور خود انحصاری

کی عملی تعلیم دی جائے۔ جو قوم اپنی نئی نسل کی تربیت پر توجہ دیتی ہے، وہ اپنا مستقبل محفوظ کر لیتی ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ» "تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" (صحیح البخاری، حدیث: 7138؛ صحیح مسلم، حدیث: 1829)

یہ جامع حدیث اس باب کی روح ہے۔ اسلام ہر فرد کو ذمہ داری، جواب دہی اور امانت داری کا احساس دلاتا ہے۔ ایک مضبوط ریاست اسی وقت وجود میں آتی ہے جب ہر شہری اپنے دائرۂ اختیار میں اپنی ذمہ داری پوری کرے۔

اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق

- آزادی ایک عظیم نعمت ہونے کے ساتھ ایک اجتماعی امانت بھی ہے۔
- ایمان، عدل، قانون کی پابندی اور امانت داری قومی استحکام کی بنیاد ہیں۔
- بدعنوانی، ناانصافی اور قانون شکنی آزادی کو کمزور کر دیتی ہیں۔
- تعلیم، تحقیق اور کردار سازی قوموں کی حقیقی طاقت ہیں۔
- نوجوانوں کی صحیح تربیت مستقبل کی ضمانت ہے۔
- قومی وسائل کی حفاظت ہر شہری کی ذمہ داری ہے۔
- اختلافِ رائے کو احترام، برداشت اور حکمت کے ساتھ سنبھالنا قومی وحدت کے لیے ضروری ہے۔

عملی پیغام

آج ہی اپنے آپ سے یہ عہد کیجیے کہ آپ اپنے گھر، دفتر، کاروبار، تعلیمی ادارے یا جس بھی شعبے سے وابستہ ہیں، وہاں دیانت، انصاف، وقت کی پابندی اور امانت داری کو اپنا شعار بنائیں گے۔ قوموں کی ترقی بڑے نعروں سے نہیں بلکہ لاکھوں افراد کے چھوٹے مگر مخلصانہ اعمال سے ہوتی ہے۔

قابلِ غور

اگر ہر پاکستانی میرے جیسا کردار اختیار کر لے، تو کیا ہمارا معاشرہ زیادہ مضبوط، زیادہ دیانت دار اور زیادہ ترقی یافتہ ہو جائے گا؟

خلاصۂ باب

آزادی کے بعد ہر قوم کا اصل امتحان شروع ہوتا ہے۔ آزادی کی حفاظت صرف سرحدوں کے دفاع سے نہیں بلکہ ایمان، عدل، قانون کی پاسداری، امانت داری، تعلیم، تحقیق، قومی اتحاد، خدمتِ وطن اور نئی نسل کی صحیح تربیت سے ممکن ہوتی ہے۔ جب ہر شہری اپنی ذمہ داری کو عبادت اور امانت سمجھ کر ادا کرتا ہے تو آزادی مضبوط، ریاست مستحکم اور قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہے۔ یہی وہ اجتماعی شعور ہے جو پاکستان کو ایک مضبوط، باوقار، خوش حال اور مثالی اسلامی ریاست بنانے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

یاد رکھنے کی بات:

"آزادی کا سب سے مضبوط محافظ ایک ذمہ دار شہری ہوتا ہے۔"

باب ششم

آزادی کو کمزور کرنے والے اسباب

﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا﴾

"اور زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ پھیلاؤ۔"

(سورۃ الأعراف: 56)

باب کا تعارف

قوموں کا زوال اکثر بیرونی حملوں سے پہلے اندرونی کمزوریوں سے شروع ہوتا ہے۔ اس باب میں ان اخلاقی، دینی، سماجی اور معاشی برائیوں کا جائزہ لیا گیا ہے جو آزادی، قومی اتحاد اور ترقی کو نقصان پہنچاتی ہیں، تاکہ ان سے بروقت بچاؤ ممکن ہو۔

تمہید

آزادی کا حصول یقیناً ایک عظیم کامیابی ہے، لیکن اس کی حفاظت اس سے بھی زیادہ مشکل اور اہم ذمہ داری ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بہت سی قومیں بیرونی حملوں سے پہلے اندرونی کمزوریوں کی وجہ سے زوال کا شکار ہوئیں۔ جب اخلاق کمزور ہو جائیں، قانون کی حیثیت ختم ہونے لگے، ذاتی مفادات قومی مفاد پر غالب آ جائیں اور عدل کی جگہ ظلم لے لے تو آزادی کی بنیادیں خود بخود کمزور ہونے لگتی ہیں۔

قرآنِ کریم قوموں کے عروج و زوال کو محض مادی طاقت سے نہیں بلکہ ان کے ایمان، اخلاق، عدل اور اجتماعی کردار سے جوڑتا ہے۔ اسی لیے ایک آزاد قوم کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان اسباب کو پہچانے جو اس کی آزادی، استحکام اور ترقی کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ اس باب میں انہی اہم اسباب کا جائزہ لیا جائے گا جو فرد اور قوم دونوں کو کمزور کرتے ہیں۔

پہلا سبب ۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی:

جب کوئی قوم اپنے خالق سے تعلق کمزور کر دیتی ہے، دینی اقدار کو نظر انداز کرتی ہے اور اپنی زندگی سے اللہ تعالیٰ کی ہدایات کو دور کر دیتی ہے تو اس کی اخلاقی بنیادیں کمزور ہونے لگتی ہیں۔

ایمان انسان کے کردار کو مضبوط بناتا ہے، جبکہ گناہوں پر اصرار اور بے عملی آہستہ آہستہ فرد اور معاشرے دونوں کے زوال کی طرف بڑھنے لگتی ہیں۔

اسی لیے قرآنِ کریم بار بار تقویٰ اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے، کیونکہ تقویٰ ہی ہر اصلاح کی بنیاد ہے۔

دوسرا سبب ۔ بدعنوانی اور خیانت:

بدعنوانی کسی بھی قوم کے لیے دیمک کی حیثیت رکھتی ہے۔ جب رشوت، خیانت، سفارش، جعل سازی، ملاوٹ، ٹیکس چوری اور اختیارات کا ناجائز استعمال عام ہو جائے تو:

- عوام کا اعتماد ختم ہونے لگتا ہے۔
- انصاف کمزور پڑ جاتا ہے۔
- معیشت متاثر ہوتی ہے۔
- ترقی رک جاتی ہے۔
- نوجوان مایوسی کا شکار ہوتے ہیں۔

اسلام امانت داری کو ایمان کا حصہ قرار دیتا ہے، کیونکہ بدعنوانی صرف مالی جرم نہیں بلکہ اخلاقی اور دینی خرابی بھی ہے۔

تیسرا سبب۔ قانون شکنی:

کوئی بھی قوم قانون سے بالاتر ہو کر ترقی نہیں کر سکتی۔ جب لوگ:

- ٹریفک قوانین کو معمولی سمجھیں،
- سرکاری قوانین کی خلاف ورزی کریں،
- عدالتی فیصلوں کا احترام نہ کریں،
- عوامی املاک کو نقصان پہنچائیں،

تو رفتہ رفتہ قانون کی ہیبت ختم ہونے لگتی ہے۔ اسلام قانون، نظم و ضبط اور انصاف کی تعلیم دیتا ہے تاکہ معاشرہ امن اور استحکام کے ساتھ آگے بڑھ سکے۔

چوتھا سبب۔ جہالت اور علم سے دوری:

علم کے بغیر آزادی دیرپا نہیں رہ سکتی۔ جہالت انسان کو:

- افواہوں کا شکار بناتی ہے۔
- غلط فیصلوں کی طرف لے جاتی ہے۔
- تعصب پیدا کرتی ہے۔
- دوسروں کا محتاج بنا دیتی ہے۔

اسی لیے اسلام نے علم حاصل کرنے کو عبادت کا درجہ دیا۔ وہ قومیں جو تعلیم، تحقیق اور اختراع میں آگے ہوتی ہیں، وہی دنیا میں عزت اور استحکام حاصل کرتی ہیں۔

پانچواں سبب۔ فرقہ واریت، نفرت اور تعصب:

اسلام اخوت، محبت اور اتحاد کی تعلیم دیتا ہے۔ جب معاشرہ:

- لسانی تعصب،
- نسلی برتری،
- فرقہ وارانہ نفرت،
- علاقائی تقسیم،
- ذاتی دشمنیوں

کا شکار ہو جائے تو قومی وحدت کمزور ہونے لگتی ہے۔ اختلافِ رائے فطری ہے، لیکن نفرت اور انتشار آزادی کے دشمن ہیں۔

چھٹا سبب۔ جھوٹ اور غلط معلومات:

جھوٹ صرف ایک انفرادی گناہ نہیں بلکہ اجتماعی نقصان کا بھی سبب بنتا ہے۔ آج کے ڈیجیٹل دور میں جھوٹی خبریں، افواہیں، کردار کشی، بہتان اور غیر مصدقہ معلومات چند لمحوں میں لاکھوں افراد تک پہنچ جاتی ہیں۔ قرآنِ کریم تحقیق، سچائی اور انصاف کی تعلیم دیتا ہے تاکہ معاشرہ اعتماد اور امن پر قائم رہے۔ ایک ذمہ دار شہری ہر خبر کو آگے بڑھانے سے پہلے اس کی تحقیق کرتا ہے۔

ساتواں سبب۔ وقت کی ناقدری:

وقت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ جو قومیں وقت کی قدر کرتی ہیں، وہ ترقی کرتی ہیں، اور جو قومیں سستی، غفلت اور تاخیر کو معمول بنا لیتی ہیں، وہ دوسروں سے پیچھے رہ جاتی ہیں۔ دفاتر، عدالتوں، تعلیمی اداروں، صنعتوں اور کاروبار میں وقت کی پابندی قومی ترقی کی بنیادی شرط ہے۔ اسلام بھی وعدہ پورا کرنے اور ذمہ داری وقت پر ادا کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

آٹھواں سبب۔ قومی وسائل کا ضیاع:

پانی، بجلی، گیس، جنگلات، معدنیات، زرعی زمین، تعلیمی ادارے، اسپتال، سڑکیں اور دیگر عوامی وسائل پوری قوم کی امانت ہیں۔ ان کا ضیاع یا ناجائز استعمال صرف ایک فرد کا نقصان نہیں بلکہ پوری قوم کے مستقبل کو متاثر کرتا ہے۔ کفایت شعاری، ذمہ داری اور امانت داری آزادی کے استحکام میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

نواں سبب۔ اخلاقی زوال:

کسی بھی قوم کی حقیقی طاقت اس کے اسلحہ، عمارتوں یا دولت میں نہیں بلکہ اس کے اخلاق اور کردار میں ہوتی ہے۔ جب معاشرے میں:

- سچائی کی جگہ جھوٹ،
- دیانت کی جگہ خیانت،
- حیا کی جگہ بے حیائی،
- خدمت کی جگہ خود غرضی،
- عدل کی جگہ ظلم،
- برداشت کی جگہ انتقام

عام ہونے لگے تو قوم کی اخلاقی بنیادیں کمزور ہو جاتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : »إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا« 'تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔' (صحیح البخاری، حدیث: 3559؛ صحیح مسلم، حدیث: 2321)۔ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ مضبوط کردار ہی مضبوط معاشرے کی بنیاد ہے۔

دسواں سبب۔ نااتفاقی اور انتشار:

قرآنِ کریم نے مسلمانوں کو باہمی اختلافات کو نفرت اور دشمنی میں تبدیل کرنے سے سختی سے روکا ہے۔ جب قومیں گروہوں، جماعتوں، زبانوں، علاقوں یا ذاتی مفادات کی بنیاد پر تقسیم ہو جائیں تو ان کی اجتماعی قوت ختم ہونے لگتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ﴾ - 'آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری قوت جاتی رہے گی۔' (سورۃ الأنفال: 46)۔ یہ آیت ہر دور کے لیے ایک دائمی اصول ہے۔

گیارہواں سبب۔ نوجوانوں کی بے راہ روی:

اگر کسی قوم کی نوجوان نسل:

- تعلیم سے دور ہو جائے،
- منشیات میں مبتلا ہو جائے،
- وقت ضائع کرے،
- سوشل میڈیا کا غلط استعمال کرے،
- والدین اور اساتذہ کا احترام چھوڑ دے،
- محنت کی بجائے آسان راستے تلاش کرے،

تو وہ قوم اپنی ترقی کی رفتار کھو دیتی ہے۔ اس کے برعکس تعلیم یافتہ، باکردار، محنتی اور دیانت دار نوجوان قوم کی سب سے بڑی طاقت ہوتے ہیں۔

بارہواں سبب۔ مایوسی اور احساسِ محرومی:

اسلام امید، توکل اور مثبت سوچ کی تعلیم دیتا ہے۔ مایوسی انسان کی صلاحیتوں کو ختم کر دیتی ہے، جبکہ امید انسان کو مسلسل محنت اور بہتری کی طرف لے جاتی ہے۔

جو قومیں مشکلات کے باوجود ہمت نہیں ہارتیں، وہی ترقی کی نئی راہیں تلاش کرتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم شکایت سے زیادہ اصلاح، تنقید سے زیادہ تعمیر، اور مایوسی سے زیادہ امید کو فروغ دیں۔

سنتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ»۔۔۔

"طاقت ور مومن کمزور مومن سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے، اگرچہ دونوں میں خیر موجود ہے"۔۔۔ (صحیح مسلم، حدیث: 2664)

یہ حدیث صرف جسمانی قوت کی نہیں بلکہ ایمان، کردار، علم، ارادے، عزم اور ذمہ داری کی قوت کی بھی ترغیب دیتی ہے۔ ایک مضبوط فرد ہی ایک مضبوط خاندان، مضبوط معاشرے اور مضبوط ریاست کی بنیاد بنتا ہے۔

اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق:

- قوموں کا زوال اکثر اندرونی کمزوریوں سے شروع ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، بدعنوانی، قانون شکنی اور ناانصافی آزادی کو کمزور کرتی ہیں۔
- علم، اخلاق اور کردار قومی ترقی کی اصل بنیاد ہیں۔
- فرقہ واریت، تعصب اور انتشار قومی وحدت کے لیے خطرناک ہیں۔
- جھوٹ، افواہیں اور غیر مصدقہ معلومات معاشرتی اعتماد کو تباہ کرتی ہیں۔
- نوجوانوں کی اصلاح اور تعلیم آزادی کے مستقبل کی ضمانت ہے۔
- امید، محنت اور مثبت سوچ قوموں کو مشکلات سے نکالتی ہیں۔
- وقت کی قدر اور قومی وسائل کی حفاظت آزادی کے استحکام کے لیے ناگزیر ہیں۔

عملی پیغام:

اپنے آپ سے یہ سوال کیجیے کہ کیا میں ان کمزوریوں میں سے کسی ایک کا حصہ تو نہیں؟ اگر جواب "ہاں" ہے تو آج ہی اس کی اصلاح کا آغاز کیجیے، کیونکہ قوم کی اصلاح فرد کی اصلاح سے شروع ہوتی ہے۔

قابلِ غور:

اگر ہمارے معاشرے سے جھوٹ، بدعنوانی، قانون شکنی اور نفرت ختم ہو جائے تو کیا پاکستان دنیا کی مضبوط اور باوقار قوموں میں شامل نہیں ہو سکتا؟
کیا اس تبدیلی کا آغاز میری ذات سے ہو سکتا ہے؟

خلاصۂ باب:

آزادی صرف بیرونی خطرات سے نہیں بلکہ اندرونی کمزوریوں سے بھی متاثر ہوتی ہے۔ جب ایک قوم ایمان، اخلاق، عدل، علم، قانون کی پاسداری اور قومی اتحاد کو مضبوط بناتی ہے تو اس کی آزادی بھی محفوظ رہتی ہے۔ اس کے برعکس بدعنوانی، ناانصافی، جھوٹ، تعصب، قانون شکنی، اخلاقی زوال اور نوجوانوں کی بے راہ روی آزادی کی بنیادوں کو کمزور کر دیتی ہے۔ اس لیے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے، اپنے کردار کو بہتر بنائے اور اپنی قوم کی تعمیر میں مثبت کردار ادا کرے۔ یہی آزادی کی حقیقی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا عملی شکر ہے۔ اس کے برعکس بدعنوانی، قانون شکنی، جھوٹ، فرقہ واریت، تعصب، اخلاقی زوال، وقت کی ناقدری، قومی وسائل کا ضیاع، نوجوانوں کی بے راہ روی اور مایوسی آزادی کی بنیادوں کو کمزور کر دیتے ہیں۔

یاد رکھنے کی بات:

"قوموں کو باہر کے دشمن کم اور اندر کی کمزوریاں زیادہ نقصان پہنچاتی ہیں۔"

باب ہفتم

مضبوط پاکستان کی تعمیر میں ہر شہری کا کردار

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

"اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔"

(سورۃ المائدۃ:2)

باب کا تعارف

ایک مضبوط ریاست صرف حکمرانوں سے نہیں بلکہ ذمہ دار شہریوں سے بنتی ہے۔ اس باب میں علماء، اساتذہ، والدین، نوجوانوں، تاجروں، سرکاری ملازمین، ذرائع ابلاغ اور عام شہریوں کی ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا ہے تاکہ ہر فرد اپنی قومی ذمہ داری کو سمجھے اور ادا کرے۔

تمہید

کسی بھی ملک کی ترقی صرف اس کے قدرتی وسائل، مضبوط معیشت یا جدید ٹیکنالوجی سے وابستہ نہیں ہوتی بلکہ اس کے شہریوں کے کردار، دیانت، محنت، اتحاد اور احساسِ ذمہ داری پر بھی منحصر ہوتی ہے۔ ایک مضبوط ریاست وہی ہوتی ہے جس میں ہر فرد اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ اپنے فرائض کو بھی پوری دیانت داری سے ادا کرے۔

اسلام فرد کو صرف اپنی ذات تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اسے اپنے خاندان، پڑوسیوں، معاشرے اور ریاست کے لیے بھی جواب دہ قرار دیتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ہر شخص کو اپنی ذمہ داری کا نگہبان قرار دیا ہے۔ جب معاشرے کا ہر فرد اپنے دائرۂ اختیار میں اپنی ذمہ داری پوری کرتا ہے تو پوری قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو جاتی ہے۔

پاکستان کی ترقی صرف حکومت یا ریاستی اداروں کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر شہری اپنی اپنی حیثیت اور ذمہ داری کے مطابق اس قومی تعمیر میں برابر کا شریک ہے۔ عالم، استاد، تاجر، مزدور، کسان، ڈاکٹر، انجینئر، صنعت کار، سرکاری ملازم، صحافی، نوجوان، خواتین اور بزرگ سب اپنی اپنی جگہ وطن کی تعمیر میں شریک ہیں۔ اسی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے اس باب میں معاشرے کے مختلف طبقات کی ذمہ داریوں کا جائزہ پیش کیا جائے گا تاکہ ہر فرد اپنی حیثیت کے مطابق وطن کی تعمیر میں اپنا کردار پہچان سکے۔

علماءِ کرام کا کردار

علماءِ کرام معاشرے کی دینی، اخلاقی اور فکری رہنمائی کا اہم ذریعہ ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ:

- قرآن و سنت کی صحیح تعلیمات عام کریں۔
- اتحادِ امت کو فروغ دیں۔
- فرقہ واریت اور نفرت سے اجتناب کی تلقین کریں۔
- نوجوانوں کی فکری و اخلاقی تربیت کریں۔
- دیانت، عدل، امانت اور خدمتِ خلق کی اہمیت اجاگر کریں۔
- وطن کی تعمیر کو دینی ذمہ داری کے طور پر پیش کریں۔

جب علماء علم، حکمت، اعتدال اور اخلاص کے ساتھ رہنمائی کرتے ہیں تو معاشرے میں امن، اعتدال اور اتحاد کو فروغ ملتا ہے۔ یہی کردار معاشرے میں اعتدال پیدا کرتا ہے۔

والدین کا کردار

گھر کسی بھی معاشرے کی پہلی درسگاہ ہے۔ والدین اگر اپنے بچوں کو:

- نماز،
- ادب،
- سچائی،
- دیانت،
- محنت ،
- وقت کی قدر،
- قانون کی پابندی،
- وطن سے محبت،
- خود انحصاری

کی عملی تربیت دیں تو یہی بچے مستقبل میں ایک مضبوط پاکستان کی بنیاد بنیں گے۔ بچوں کی شخصیت صرف نصیحت سے نہیں بلکہ والدین کے اپنے کردار سے بنتی ہے۔ یہی تربیت مضبوط معاشرے کی بنیاد بنتی ہے۔

اساتذہ کا کردار

اساتذہ کسی بھی قوم کے معمار ہوتے ہیں۔ وہ صرف نصاب نہیں پڑھاتے بلکہ نئی نسل کی سوچ، کردار اور مستقبل کی تعمیر کرتے ہیں۔ ایک مثالی استاد:

- علم کے ساتھ اخلاق بھی سکھاتا ہے۔
- تحقیق کی عادت پیدا کرتا ہے۔
- سچائی، دیانت اور محنت کی ترغیب دیتا ہے۔
- طلبہ میں وطن سے محبت اور خدمت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔
- اختلافِ رائے کا احترام سکھاتا ہے۔

آج کے طالب علم کل کے حکمران، سائنس دان، قاضی، سپاہی، تاجر اور معلم ہوں گے، اس لیے استاد کا کردار انتہائی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

نوجوانوں کا کردار

پاکستان کی آبادی کا ایک بڑا حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ یہی نوجوان اگر:

- اعلیٰ تعلیم حاصل کریں،
- جدید علوم میں مہارت پیدا کریں،
- تحقیق اور اختراع کو اپنائیں،
- دینی اقدار سے وابستہ رہیں،
- جسمانی اور ذہنی صحت کا خیال رکھیں،
- وقت کی قدر کریں،
- مثبت سرگرمیوں میں حصہ لیں،

تو پاکستان ترقی کی نئی منازل طے کر سکتا ہے۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ شکایت کے بجائے کردار سازی، علم، محنت اور خدمتِ وطن کو اپنا شعار بنائیں۔ یہی کردار نئی نسل کی صحیح تعمیر کرتا ہے۔

خواتین کا کردار

اسلام نے خواتین کو معاشرے کی تعمیر میں نہایت اہم مقام دیا ہے۔ ایک صالحہ ماں، باکردار بیٹی، ذمہ دار بہن اور مخلص معلمہ پوری نسل کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ خواتین:

- بچوں کی ابتدائی تربیت کرتی ہیں۔
- خاندانی نظام کو مضبوط بناتی ہیں۔
- تعلیم، طب، سماجی خدمت اور دیگر شعبوں میں مثبت کردار ادا کرتی ہیں۔
- اعلیٰ اخلاق، نظم و ضبط اور دینی اقدار کو نئی نسل تک منتقل کرتی ہیں۔

ایک مضبوط خاندان ہی مضبوط معاشرے اور مضبوط پاکستان کی بنیاد ہے۔

اہلِ علم، مصنفین اور دانشوروں کا کردار

کتابیں، تحقیق اور علمی سرمایہ قوموں کی فکری سمت متعین کرتے ہیں۔ اہلِ علم کی ذمہ داری ہے کہ وہ:

- تحقیق پر مبنی علمی سرمایہ تیار کریں۔
- نئی نسل میں مطالعے کا ذوق پیدا کریں۔
- قرآن وسنت کی صحیح تعلیمات عام کریں۔
- انتہا پسندی اور جہالت کا علمی جواب دیں۔
- قومی یکجہتی اور اخلاقی اقدار کو فروغ دیں۔

قلم کی طاقت بعض اوقات تلوار سے زیادہ دیرپا اثرات چھوڑتی ہے۔

تاجروں اور صنعت کاروں کا کردار

اسلام تجارت کو عزت والا پیشہ قرار دیتا ہے، لیکن اس کے ساتھ دیانت اور انصاف کو لازم قرار دیتا ہے۔ تاجر اور صنعت کار:

- ناپ تول میں کمی نہ کریں۔
- ملاوٹ سے بچیں۔
- جائز منافع پر اکتفا کریں۔
- ملازمین کے حقوق ادا کریں۔
- ٹیکس اور قانونی ذمہ داریاں پوری کریں۔
- قومی معیشت کے استحکام میں اپنا کردار ادا کریں۔

دیانت دار تجارت صرف انفرادی کامیابی نہیں بلکہ قومی ترقی کا ذریعہ بھی ہے۔ یہی دیانت قومی معیشت کو مضبوط بناتی ہے۔

کسانوں اور مزدوروں کا کردار

اسلام محنت کو عزت دیتا ہے۔ کسان اپنی محنت سے قوم کی غذائی ضروریات پوری کرتے ہیں، جبکہ مزدور صنعت، تعمیرات، نقل و حمل اور دیگر شعبوں میں ترقی کا بنیادی ستون ہوتے ہیں۔ ان کے حقوق کا تحفظ اور ان کی عزت معاشرے کی ذمہ داری ہے، جبکہ ان کی محنت، دیانت اور ذمہ داری وطن کی معاشی ترقی کا بنیادی سرمایہ ہیں۔

ڈاکٹرز اور طبی عملے کا کردار

اسلام انسانی جان کے تحفظ کو عظیم مقاصدِ شریعت میں شمار کرتا ہے۔ ایک ڈاکٹر، نرس، فارماسسٹ اور طبی عملہ صرف ایک پیشہ ور نہیں بلکہ انسانیت کی خدمت کرنے والا امانت دار ہوتا ہے۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ:

- مریض کے ساتھ ہمدردی اور احترام کا برتاؤ کریں۔
- علاج میں دیانت اور مہارت اختیار کریں۔
- مالی منفعت پر انسانی جان کو ترجیح دیں۔
- پیشہ ورانہ دیانت داری کو ہر حال میں برقرار رکھیں۔
- صحت عامہ کی بہتری میں اپنا کردار ادا کریں۔
- پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ اخلاقی دیانت بھی ایک مسلمان معالج کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

صحت مند قوم ہی مضبوط معیشت، بہتر تعلیم اور پائیدار ترقی کی بنیاد بنتی ہے۔

وکلاء اور جج صاحبان کا کردار

عدل کسی بھی ریاست کا سب سے مضبوط ستون ہے۔ اسلام نے انصاف کو اتنی اہمیت دی ہے کہ قرآنِ کریم نے اپنے خلاف بھی انصاف پر قائم رہنے کا حکم دیا ہے۔ قانون سے وابستہ افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ:

- حق اور انصاف کو مقدم رکھیں۔
- کمزور اور مظلوم کی داد رسی کریں۔
- فیصلوں میں دیانت اور غیر جانبداری اختیار کریں۔
- قانون کی حکمرانی کو مضبوط بنائیں۔
- عدالتی نظام پر عوام کے اعتماد کو برقرار رکھیں۔

جب انصاف بروقت اور غیر جانبدارانہ انداز میں فراہم ہوتا ہے تو ریاست مستحکم اور قوم مطمئن رہتی ہے۔

سرکاری ملازمین کا کردار

ریاستی ادارے عوام کی خدمت کے لیے قائم کیے جاتے ہیں۔ سرکاری ملازمین اگر:

- وقت کی پابندی کریں،
- رشوت سے بچیں،
- عوام کے ساتھ حسنِ سلوک کریں،
- فیصلوں میں انصاف اور شفافیت کو ملحوظ رکھیں،
- اختیارات کو امانت سمجھیں،

تو عوام کا ریاست پر اعتماد مضبوط ہوتا ہے اور قومی ترقی کی رفتار تیز ہوتی ہے۔

افواجِ پاکستان اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا کردار

کسی بھی آزاد ملک کی بقا کے لیے اس کی سرحدوں، داخلی امن اور قومی سلامتی کا تحفظ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ جو افراد وطن کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں، وہ ایک عظیم قومی خدمت انجام دیتے ہیں۔ معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ وہ:

- قومی سلامتی کے اداروں کا احترام کرے۔
- قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ تعاون کرے۔

- امن و امان کے قیام میں اپنا مثبت کردار ادا کرے۔
- قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر مقدم رکھے۔

امن کے بغیر نہ آزادی محفوظ رہ سکتی ہے اور نہ ہی ترقی کا سفر جاری رہ سکتا ہے۔

ذرائع ابلاغ (میڈیا) کا کردار

میڈیا کسی بھی معاشرے کی سوچ، رائے عامہ اور اجتماعی شعور پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ ایک ذمہ دار میڈیا:

- سچائی اور تحقیق کو ترجیح دیتا ہے۔
- افواہوں اور غیر مصدقہ خبروں سے اجتناب کرتا ہے۔
- قومی وحدت کو فروغ دیتا ہے۔
- مثبت کردار سازی میں حصہ لیتا ہے۔
- معاشرتی مسائل کی ذمہ دارانہ نشاندہی کرتا ہے۔
- عوام میں شعور اور آگہی پیدا کرتا ہے۔

آزادیِ اظہار ایک اہم حق ہے، لیکن اس کے ساتھ سچائی، دیانت اور ذمہ داری بھی لازم ہے۔ ڈیجیٹل میڈیا اور سوشل میڈیا استعمال کرنے والے ہر فرد کو بھی ذمہ دارانہ طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ آج ہر صارف کسی نہ کسی درجے میں ذرائع ابلاغ کا حصہ بن چکا ہے۔

عام شہری کا کردار

ہر شہری کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ملک کی اصلاح صرف حکمرانوں یا بڑے اداروں کی ذمہ داری ہے۔ درحقیقت ایک مضبوط قوم لاکھوں ذمہ دار شہریوں سے بنتی ہے۔ ہر شہری اگر:

- سچ بولے،
- وعدہ پورا کرے،
- رشوت نہ دے اور نہ لے،
- قانون کی پابندی کرے،
- صفائی کا خیال رکھے،
- ٹریفک قوانین پر عمل کرے،
- ٹیکس اور دیگر قانونی ذمہ داریاں ادا کرے،
- اپنے پیشے میں دیانت اختیار کرے،
- دوسروں کے حقوق کا احترام کرے،

تو پورا معاشرہ بدل سکتا ہے۔ قومی ترقی ہمیشہ فرد کی اصلاح سے شروع ہوتی ہے۔ ایک ذمہ دار شہری درحقیقت آزادی، قانون اور قومی استحکام کا عملی محافظ ہوتا ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ»

"اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث: 2699)

یہ حدیث ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ خدمت، تعاون اور خیر خواہی ہی ایک مضبوط اسلامی معاشرے اور مستحکم ریاست کی بنیاد ہیں۔

اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق

- پاکستان کی ترقی ہر شہری کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔
- علماء، اساتذہ، والدین، نوجوان، تاجر، کسان، مزدور، ڈاکٹر، جج، سرکاری ملازمین، میڈیا اور اہلِ علم سب اپنی اپنی جگہ اہم کردار رکھتے ہیں۔
- مضبوط قومیں صرف وسائل سے نہیں بلکہ مضبوط کردار سے بنتی ہیں۔
- خدمتِ خلق، دیانت، قانون کی پابندی اور باہمی تعاون آزادی کے استحکام کی بنیادی شرائط ہیں۔
- ہر فرد اپنی روزمرہ زندگی میں وطن کی تعمیر کا حصہ بن سکتا ہے۔
- مضبوط پاکستان کی تعمیر کردار، دیانت اور اجتماعی تعاون سے ممکن ہے، نہ کہ صرف وسائل سے۔

عملی پیغام

یہ نہ سوچیے کہ "میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں؟" بلکہ یہ سوچیے کہ "میرے حصے کی ذمہ داری کیا ہے؟" جب لاکھوں افراد اپنے اپنے حصے کا فرض ادا کرتے ہیں تو قومیں ترقی کرتی ہیں، تاریخ بنتی ہے اور آزادی محفوظ رہتی ہے۔

قابلِ غور

اگر ہر پاکستانی اپنے فرائض اسی دیانت اور اخلاص سے ادا کرے جس کی وہ دوسروں سے توقع رکھتا ہے، تو کیا ہمارا وطن دنیا کے بہترین ممالک میں شامل نہیں ہو سکتا؟

خلاصۂ باب

مضبوط پاکستان کی تعمیر کسی ایک ادارے، حکومت یا طبقے کی ذمہ داری نہیں بلکہ پوری قوم کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اسلام ہر فرد کو اس کے دائرۂ اختیار میں جواب دہ قرار دیتا ہے۔ جب علماء حق کی رہنمائی کریں، اساتذہ علم و کردار پیدا کریں، والدین صالح نسل تیار کریں، نوجوان محنت اور تحقیق کو اپنائیں، تاجر دیانت داری اختیار کریں، سرکاری ملازمین امانت داری سے خدمت کریں، میڈیا ذمہ دارانہ کردار ادا کرے اور عام شہری قانون کی پابندی کرے، تو ایک ایسا معاشرہ وجود میں آتا ہے جو آزادی کی حفاظت بھی کرتا ہے اور ترقی کی نئی منازل بھی طے کرتا ہے۔

یاد رکھنے کی بات:

"ہر پاکستانی اہم ہے، کیونکہ ہر پاکستانی ذمہ دار ہے۔"

باب ہشتم

آزادی کی بقا، قومی ترقی اور خوش حالی کا اسلامی راستہ

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾

"بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدل لے۔"

(سورۃ الرعد:11)

باب کا تعارف

آزادی کی حقیقی حفاظت صرف عسکری طاقت سے نہیں بلکہ ایمان، عدل، علم، امانت، قانون کی حکمرانی، قومی اتحاد اور مسلسل اصلاح سے ہوتی ہے۔ اس باب میں قرآن وسنت کی روشنی میں وہ بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں جو پاکستان کو ایک مضبوط، خوش حال اور باوقار اسلامی ریاست بنانے میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

تمہید

ہر قوم آزادی حاصل کرنے کی خواہش رکھتی ہے، لیکن ہر قوم اپنی آزادی کو برقرار رکھنے اور اسے ترقی وخوش حالی میں تبدیل کرنے میں کامیاب نہیں ہوتی۔
تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جن قوموں نے علم، انصاف، اتحاد، دیانت، محنت اور اعلیٰ اخلاق کو اپنایا، وہ ترقی کرتی رہیں، جبکہ جنہوں نے ان اصولوں کو نظر انداز کیا، وہ رفتہ رفتہ زوال کا شکار ہو گئیں۔
اسلام محض آزادی کا تصور پیش نہیں کرتا بلکہ آزادی کو ایک ذمہ داری اور امانت قرار دیتا ہے۔ ایک ایسی امانت جس کا تقاضا ہے کہ فرد اپنی اصلاح کرے، معاشرہ عدل قائم کرے اور ریاست عوام کی فلاح کے لیے کام کرے۔
پاکستان کی ترقی کا راستہ بھی اسی اصول سے وابستہ ہے۔ اگر ہم قرآن وسنت کی تعلیمات کو اپنی اجتماعی زندگی میں نافذ کریں، علم وتحقیق کو فروغ دیں، قانون کی پاسداری کریں اور قومی اتحاد کو مضبوط بنائیں تو آزادی نہ صرف محفوظ رہے گی بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے خوش حالی اور استحکام کا ذریعہ بھی بنے گی۔ یہ تمام مقاصد اسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب ہر فرد اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور اپنی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو عملی طور پر اختیار کرے۔

پہلی بنیاد۔ مضبوط ایمان اور تقویٰ:

ہر اصلاح کا آغاز انسان کے دل سے ہوتا ہے۔ ایمان انسان میں:

- جواب دہی کا احساس پیدا کرتا ہے۔
- ظلم سے روکتا ہے۔
- امانت داری پیدا کرتا ہے۔
- حقوق العباد کی حفاظت سکھاتا ہے۔
- عدل وانصاف پر قائم رہنے کی قوت دیتا ہے۔

جب افراد کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہوتا ہے تو پورا معاشرہ مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتا ہے۔

دوسری بنیاد۔ علم، تحقیق اور مسلسل سیکھنے کا جذبہ:

قرآنِ کریم کی پہلی وحی "اقْرَأْ" علم کی اہمیت کا اعلان ہے۔ آج کی دنیا میں ترقی صرف قدرتی وسائل سے نہیں بلکہ علم، تحقیق، اختراع، ٹیکنالوجی اور معیاری تعلیم سے وابستہ ہے۔ ایک مضبوط پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ:

- ہر بچہ تعلیم حاصل کرے۔
- تحقیق کو فروغ دیا جائے۔

- سائنس اور ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری کی جائے۔
- مطالعے کی ثقافت کو عام کیا جائے۔
- دینی اور عصری علوم میں توازن پیدا کیا جائے۔

علم کے ساتھ کردار اور حکمت بھی ضروری ہیں تاکہ علم انسان اور معاشرے دونوں کے لیے خیر کا ذریعہ بنے۔

تیسری بنیاد۔ عدل اور قانون کی حکمرانی:

عدل کسی بھی ریاست کی سب سے بڑی طاقت ہے۔ جب قانون سب پر یکساں نافذ ہوتا ہے تو:

- عوام کا اعتماد بڑھتا ہے۔
- سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔
- جرائم کم ہوتے ہیں۔
- معاشی سرگرمیاں فروغ پاتی ہیں۔
- قومی استحکام مضبوط ہوتا ہے۔

اسلام میں انصاف صرف عدالتوں کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر فرد کی اخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔ ایک منصفانہ معاشرہ ہی آزادی، اعتماد اور ترقی کی مضبوط بنیاد بنتا ہے۔

چوتھی بنیاد: امانت، دیانت اور شفافیت:

قومیں اعتماد پر قائم ہوتی ہیں۔

- ✓ اگر بازار میں دیانت ہو،
- ✓ اداروں میں شفافیت ہو،
- ✓ عدالتوں میں انصاف ہو،
- ✓ تعلیم میں اخلاص ہو،
- ✓ اور سرکاری نظام میں امانت داری ہو،

تو قومی ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ بدعنوانی صرف خزانے کو نقصان نہیں پہنچاتی بلکہ قوم کے اخلاقی ڈھانچے کو بھی کمزور کردیتی ہے۔

پانچویں بنیاد۔ معاشی خودانحصاری:

اسلام محنت، تجارت، زراعت، صنعت اور جائز کمائی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ایک مضبوط معیشت کے لیے ضروری ہے کہ:

- پیداوار میں اضافہ کیا جائے۔
- مقامی صنعت کو فروغ دیا جائے۔
- زراعت کو جدید خطوط پر استوار کیا جائے۔
- نوجوانوں کو ہنرمند بنایا جائے۔
- فضول خرچی سے بچا جائے۔
- حلال کمائی کو ترجیح دی جائے۔
- بچت اور وسائل کے دانشمندانہ استعمال کو فروغ دیا جائے۔

معاشی خودانحصاری آزادی کو مضبوط بناتی ہے اور قومی وقار میں اضافہ کرتی ہے۔

چھٹی بنیاد۔ اتحاد اور باہمی احترام:

اختلافِ رائے ہر معاشرے میں موجود ہوتا ہے، لیکن اختلاف کو دشمنی میں تبدیل کردینا قومی کمزوری ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ:

- ایک دوسرے کا احترام کریں۔
- افواہوں سے بچیں۔
- نفرت انگیز زبان استعمال نہ کریں۔
- مشاورت کو فروغ دیں۔
- قومی مفاد کو مقدم رکھیں۔
- اختلافات کو مکالمے اور مشاورت کے ذریعے حل کریں۔

متحد قومیں مشکلات کا بہتر انداز میں مقابلہ کرتی ہیں۔

ساتویں بنیاد۔ نوجوانوں کی صلاحیتوں پر اعتماد:

پاکستان کا سب سے بڑا سرمایہ اس کے نوجوان ہیں۔ اگر انہیں:

- معیاری تعلیم،
- فنی تربیت،
- روزگار کے مواقع،
- اخلاقی رہنمائی،
- تحقیق اور اختراع کے مواقع

فراہم کیے جائیں تو وہ پاکستان کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں۔ نوجوان صرف مستقبل نہیں بلکہ حال کی بھی سب سے بڑی طاقت ہیں۔ ان کی صحیح تربیت، رہنمائی اور حوصلہ افزائی درحقیقت پاکستان کے مستقبل میں سرمایہ کاری ہے۔

آٹھویں بنیاد۔ خدمتِ خلق کا جذبہ:

اسلام انسان کو صرف اپنی ذات کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کی بھلائی کے لیے جینے کی تعلیم دیتا ہے۔
جب ہر شہری یہ سوچ لے کہ: 'میں اپنے ملک کے لیے کیا کر سکتا ہوں؟'۔ تو قومی ترقی کی رفتار خود بخود تیز ہو جاتی ہے۔ خدمت کا جذبہ اعتماد، تعاون اور اجتماعی ترقی کو فروغ دیتا ہے، اور یہی ایک مضبوط اسلامی معاشرے کی پہچان ہے۔

نویں بنیاد۔ مضبوط خاندان اور اعلیٰ اخلاق:

اسلام میں خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ اگر خاندان مضبوط ہوں گے تو معاشرہ مضبوط ہوگا، اور اگر خاندان کمزور ہوں گے تو معاشرے کی بنیادیں بھی متزلزل ہو جائیں گی۔ ایک مضبوط خاندان کی بنیاد یہ ہے کہ:

- والدین اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔
- اولاد والدین کا احترام کرے۔
- میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔
- بزرگوں کی عزت کی جائے۔
- بچوں کی دینی، اخلاقی اور تعلیمی تربیت پر توجہ دی جائے۔

گھر میں پیدا ہونے والا کردار ہی بعد میں معاشرے اور ریاست کے کردار کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اسلامی معاشرے کی پائیداری مضبوط خاندانوں اور صالح نسلوں ہی سے ممکن ہوتی ہے۔

دسویں بنیاد۔ قومی وسائل کا دانشمندانہ استعمال:

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں ایک امانت ہیں۔ پانی، بجلی، گیس، معدنیات، زرعی زمین، جنگلات، دریا، سرکاری ادارے، تعلیمی مراکز اور قومی اثاثے سب آنے والی نسلوں کا بھی حق ہیں۔

اس لیے ضروری ہے کہ:

- اسراف سے بچا جائے۔
- ماحول کا تحفظ کیا جائے۔
- درخت لگائے جائیں۔
- پانی کی بچت کی جائے۔
- قومی املاک کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔
- ترقیاتی منصوبوں میں شفافیت اختیار کی جائے۔
- متبادل اور پائیدار ذرائع کے فروغ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

جو قومیں اپنی نعمتوں کی قدر کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی نعمتوں میں برکت عطا فرماتا ہے۔

گیارہویں بنیاد۔ مشاورت اور اجتماعی فیصلہ سازی:

اسلام نے مشاورت کو کامیاب معاشرے کی علامت قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾۔ 'اور ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں۔' (سورۃ الشوریٰ: 38)

گھر، ادارے، کاروبار اور ریاست—ہر سطح پر مشاورت سے کیے گئے فیصلے زیادہ متوازن، قابلِ قبول اور پائیدار ہوتے ہیں۔ مشاورت اعتماد کو فروغ دیتی ہے، اختلافات کو کم کرتی ہے اور اجتماعی فیصلوں کو زیادہ مضبوط بناتی ہے۔

بارہویں بنیاد۔ امید، محنت اور مسلسل جدوجہد:

اسلام مایوسی کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ امید، عزم اور مسلسل کوشش کی تعلیم دیتا ہے۔ ترقی یافتہ قومیں:

- ناکامی سے سبق سیکھتی ہیں۔
- محنت کو اپنا شعار بناتی ہیں۔
- وقت کی قدر کرتی ہیں۔
- نئے تجربات سے نہیں گھبراتیں۔
- اپنی غلطیوں کی اصلاح کرتی رہتی ہیں۔

پاکستان کی ترقی بھی اسی وقت ممکن ہے جب ہم شکایت کے بجائے اصلاح، تنقید کے بجائے تعمیر، اور مایوسی کے بجائے امید کو اپنا شعار بنائیں۔ قوموں کی تقدیر صرف خواہشات سے نہیں بلکہ مسلسل محنت، نظم و ضبط اور ثابت قدمی سے بدلتی ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَلَا تَعْجِزْ» ’جو چیز تمہیں فائدہ پہنچائے اس کے حصول کی کوشش کرو، اللہ سے مدد مانگو اور عاجز نہ بنو۔‘ (صحیح مسلم، حدیث: 2664)

یہ حدیث فرد، معاشرے اور ریاست—تینوں کے لیے ایک مکمل ترقیاتی اصول پیش کرتی ہے: مفید مقصد، اللہ پر توکل اور مسلسل جدوجہد۔

پاکستان 2047 — ایک اسلامی و تعمیری وژن :

اگر ہم بطورِ قوم:

- قرآن و سنت کو اپنی عملی رہنمائی بنائیں؛
- علم، تحقیق اور ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری کریں؛
- عدل، امانت اور قانون کی حکمرانی کو مضبوط کریں؛
- بدعنوانی اور ناانصافی کا خاتمہ کریں؛
- نوجوانوں کو بہترین تعلیم اور کردار فراہم کریں؛
- قومی اتحاد اور باہمی احترام کو فروغ دیں؛
- معیشت کو خود انحصاری کی بنیاد پر استوار کریں؛

تو ان شاء اللہ قیامِ پاکستان کی پہلی صدی (2047ء) تک پاکستان ایک زیادہ مضبوط، خوش حال، باوقار اور علمی اعتبار سے ممتاز اسلامی ریاست بن سکتا ہے۔ یہ محض ایک خواب نہیں بلکہ ایک قابلِ عمل قومی ہدف ہے، بشرطیکہ ہر فرد اپنی ذمہ داری کو سمجھے۔ قومی تبدیلی کا آغاز ہمیشہ فرد کی اصلاح اور اجتماعی شعور کی بیداری سے ہوتا ہے۔

اس باب سے حاصل ہونے والے اہم اسباق:

- آزادی کی بقا کے لیے مسلسل اصلاح ضروری ہے۔
- ایمان، علم، عدل اور امانت قومی ترقی کے بنیادی ستون ہیں۔
- مضبوط خاندان مضبوط معاشرے کی بنیاد ہیں۔
- قومی وسائل کی حفاظت آنے والی نسلوں کا حق ہے۔
- مشاورت، امید اور مسلسل محنت قوموں کو ترقی دیتی ہیں۔
- نوجوان، تعلیم اور تحقیق پاکستان کے روشن مستقبل کی کنجی ہیں۔
- ہر شہری کا کردار قومی تعمیر میں فیصلہ کن اہمیت رکھتا ہے۔
- آزادی کی بقا اور قومی ترقی ایک مسلسل عمل ہے جس کے لیے ہر نسل کو اپنا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔

عملی پیغام

آج ہی اپنے لیے ایک قومی خدمت کا منصوبہ بنائیے۔ یہ منصوبہ بہت بڑا ہونا ضروری نہیں۔ اگر آپ روزانہ ایک نیکی، ایک ایماندارانہ عمل، ایک قانون کی پابندی، ایک درخت، ایک طالب علم کی مدد، ایک ضرورت مند کی معاونت یا ایک غلطی کی اصلاح کا عزم کر لیں تو یہی چھوٹے اعمال مل کر ایک عظیم قوم کی تعمیر کرتے ہیں۔

قابلِ غور

اگرآج ہمارے قائدین، علماء، اساتذہ، والدین، نوجوان، تاجر، سرکاری ملازمین اورعام شہری اپنے اپنے فرائض پوری دیانت اوراخلاص کے ساتھ اداکرنا شروع کردیں، تو کیا پاکستان کی تقدیر بدلنے میں زیادہ وقت لگے گا؟

خلاصۂ باب

آزادی کی حفاظت صرف سرحدوں کے دفاع سے نہیں بلکہ ایمان، علم، عدل، امانت، قانون کی حکمرانی، مضبوط خاندان، معاشی خودانحصاری، قومی اتحاد، مشاورت اور مسلسل محنت سے ہوتی ہے۔ اسلام ایک ایسا جامع نظامِ حیات پیش کرتا ہے جو فرد کی اصلاح سے لے کر ریاست کی تعمیر تک ہر مرحلے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ پاکستان کی ترقی بھی اسی وقت یقینی ہوسکتی ہے جب ہر شہری اپنی ذمہ داری کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر اداکرے اور ذاتی مفاد سے بڑھ کر قومی مفاد کو ترجیح دے۔ یہی آزادی کا حقیقی شکر، شہداء کی قربانیوں کا حقیقی احترام، آئندہ نسلوں کے حقوق کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری اجتماعی ذمہ داری کی ادائیگی ہے۔

یاد رکھنے کی بات:

"پاکستان کی تعمیر کا آغاز میرے اپنے کردار سے ہوتا ہے۔"

اختتامیہ

﴿وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾

"اور کہہ دیجیے: عمل کرتے رہو، پس عنقریب اللہ، اس کا رسول اور اہلِ ایمان تمہارے اعمال کو دیکھیں گے۔"

(سورۃ التوبۃ: 105)

اختتامیہ کا تعارف

یہ کتاب اس حقیقت پر ختم ہوتی ہے کہ آزادی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت اور امانت ہے، جس کی حفاظت ہر شہری کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اگر ہم قرآن وسنت کی تعلیمات کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نافذ کریں تو آزادی محفوظ رہے گی، قوم مضبوط ہوگی اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک روشن مستقبل کی بنیاد رکھ سکے گی۔

آزادی — ایک نعمت بھی، ایک امانت بھی

﴿كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ﴾

"اپنے رب کے رزق میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، یہ پاکیزہ شہر ہے اور تمہارا رب بہت بخشنے والا ہے۔" (سورۃ سبأ 34:15)

آزادی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے۔ یہ صرف ایک جغرافیائی سرحد، ایک قومی پرچم یا ایک سیاسی نظام کا نام نہیں، بلکہ یہ انسان کے وقار، دینی شناخت، اجتماعی شعور، قومی خود مختاری اور آئندہ نسلوں کے محفوظ مستقبل کی ضمانت ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ غلامی نے ہمیشہ انسان کی عزت، اختیار، تعلیم، معیشت اور تہذیب کو نقصان پہنچایا، جبکہ آزادی نے قوموں کو ترقی، تعمیر اور خوش حالی کے مواقع فراہم کیے۔ لیکن آزادی صرف اس قوم کے پاس برقرار رہتی ہے جو اس کی قدر کرتی ہے، اس کی حفاظت کرتی ہے اور اس کے تقاضے پورے کرتی ہے۔ اسی لیے آزادی کا تحفظ صرف حکومتوں کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر شہری کی دینی، اخلاقی اور قومی ذمہ داری بھی ہے۔

اسلام کا جامع پیغام

اس کتاب کے آغاز سے آخر تک قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں یہی حقیقت سامنے آئی ہے کہ اسلام انسان کو ہر قسم کی غلامی سے نجات دلانا چاہتا ہے۔ اسلام:

- اللہ تعالیٰ کے سوا ہر باطل طاقت کی غلامی سے آزادی دیتا ہے۔
- ظلم، ناانصافی اور استحصال کے خلاف کھڑا کرتا ہے۔
- عدل، مساوات اور انسانی وقار کو فروغ دیتا ہے۔
- علم، اخلاق، امانت اور خدمتِ خلق کی تعلیم دیتا ہے۔
- فرد، خاندان، معاشرے اور ریاست کے درمیان متوازن تعلق قائم کرتا ہے۔

اسی لیے اسلام کے نزدیک حقیقی آزادی صرف سیاسی آزادی نہیں بلکہ فکری، اخلاقی، معاشی، سماجی اور روحانی آزادی کا حسین امتزاج ہے۔ "سماجی" شامل ہونے سے دائرہ مکمل ہو جاتا ہے۔

پاکستان — ایک مسلسل ذمہ داری

پاکستان لاکھوں مسلمانوں کی قربانیوں، دعاؤں، ہجرتوں اور جدوجہد کا ثمر ہے۔ یہ وطن ہمیں ورثے میں ضرور ملا ہے، لیکن اس کی حفاظت، ترقی اور خوش حالی ہمیں اپنی محنت، دیانت اور اتحاد سے یقینی بنانی ہوگی۔ ہر نسل پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس امانت کو پہلے سے بہتر حالت میں آئندہ نسل کے سپرد کرے۔ اگر ہم:

- عدل کو فروغ دیں؛
- قانون کی پاسداری کریں؛
- تعلیم اور تحقیق کو قومی ترجیح بنائیں؛
- بدعنوانی کا خاتمہ کریں؛
- قومی اتحاد کو مضبوط کریں؛
- نوجوانوں کی کردار سازی کریں؛
- قرآن وسنت کو اپنی عملی رہنمائی بنائیں؛

تو ان شاء اللہ پاکستان ایک مضبوط، خوش حال، باوقار اور ترقی یافتہ اسلامی ریاست کے طور پر دنیا میں اپنا نمایاں مقام حاصل کر سکتا ہے۔ قوموں کی عظمت وراثت میں نہیں ملتی بلکہ مسلسل محنت، قربانی اور دیانت سے برقرار رہتی ہے۔

ہماری انفرادی ذمہ داری

قومیں صرف حکمرانوں سے نہیں بنتیں بلکہ عام شہریوں کے کردار سے بنتی ہیں۔
ہر شخص اپنے مقام پر وطن کی خدمت کر سکتا ہے۔
استاد ایک نسل تیار کرتا ہے۔
والدین ایک خاندان بناتے ہیں۔
تاجر معیشت کو مضبوط کرتا ہے۔
کسان قوم کو رزق فراہم کرتا ہے۔
سپاہی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔
عالم دین اخلاقی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔
اور ایک عام شہری بھی قانون کی پابندی، دیانت داری، صفائی، سچائی اور ذمہ داری کے ذریعے وطن کی تعمیر میں حصہ لیتا ہے۔ ہر شہری اپنی جگہ ایک خاموش معمارِ وطن ہے۔ یہی اجتماعی کردار ایک مضبوط پاکستان کی بنیاد بنتا ہے۔

مستقبل ہماری سوچ اور کردار سے وابستہ ہے

پاکستان کا مستقبل صرف منصوبوں سے نہیں بلکہ انسانوں سے وابستہ ہے۔ اگر ہمارے:

- ✓ دلوں میں ایمان،
- ✓ ذہنوں میں علم،
- ✓ کردار میں دیانت،
- ✓ زبان پر سچائی،
- ✓ معاملات میں انصاف،
- ✓ اور عمل میں اخلاص آجائے،

تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا وطن ترقی، استحکام اور عزت کی نئی منزلیں طے نہ کرے۔ یہی وہ صفات ہیں جو فرد کو باکردار، قوم کو باوقار اور ریاست کو مستحکم بناتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے: ﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾۔ "اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔" (سورۃ محمد: 7)

دعا

اے اللہ!

ہمارے دلوں میں ایمان، اخلاص اور تقویٰ پیدا فرما۔

ہمیں آزادی کی قدر کرنے والا، اس کی حفاظت کرنے والا اور اس کے تقاضے پورے کرنے والا بنا۔

ہمارے وطن پاکستان کو امن، عدل، اتحاد، خوش حالی، علم، ترقی اور استحکام عطا فرما۔

ہمارے علماء، اساتذہ، والدین، نوجوانوں، افواجِ پاکستان، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور تمام خدمت گزار شہریوں کو اپنے فرائض دیانت داری سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ہر قسم کی فکری، اخلاقی، معاشی اور روحانی غلامی سے محفوظ فرما۔

ہماری آنے والی نسلوں کو قرآن و سنت کا سچا پیروکار، وطن کا وفادار اور انسانیت کا خیر خواہ بنا۔

آمین یا رب العالمین۔

"پیغامِ امید"

اقبال کا پیغام

خدا کرے میرے ارضِ پاک پر اترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو

میثاقِ شہری

میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر عہد کرتا/کرتی ہوں کہ:

- میں اپنے وطن پاکستان کی آزادی کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت اور امانت سمجھوں گا۔
- میں قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔
- میں قانون کی پابندی کروں گا۔
- میں رشوت نہ دوں گا نہ لوں گا۔
- میں سچ بولوں گا۔
- میں قومی وسائل کی حفاظت کروں گا۔
- میں اپنے فرائض کو اپنے حقوق کے ساتھ یاد رکھوں گا۔
- میں نوجوان نسل کے لیے اچھا نمونہ بننے کی کوشش کروں گا۔
- میں اپنے وطن کی ترقی میں اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لوں گا۔
- میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس عہد پر قائم رکھے۔

نام:

دستخط:

تاریخ:

خود احتسابی کا جامع چیک لسٹ

(Freedom & National Responsibility Audit Checklist)

آزادی ایک نعمتِ خداوندی ہے — کیا میں اس نعمت کا حق ادا کر رہا ہوں؟

"اس چیک لسٹ کا مقصد دوسروں کا احتساب نہیں بلکہ اپنا محاسبہ ہے۔"

ہدایت:

ہر سوال کے سامنے درج ذیل میں سے ایک نشان لگائیں:

☐ہمیشہ ☐ اکثر ☐ کبھی کبھی ☐ بہت کم ☐ کبھی نہیں

حصہ اول۔ میرا اللہ تعالیٰ سے تعلق

☐کیا میں پانچ وقت نماز کی پابندی کرتا ہوں؟

☐کیا میں قرآنِ کریم کی تلاوت اور اس کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں؟

☐کیا میں سنتِ نبوی ﷺ پر عمل کی کوشش کرتا ہوں؟

☐کیا میں گناہوں پر توبہ اور استغفار کرتا رہتا ہوں؟

☐کیا میرے فیصلے قرآن و سنت کی روشنی میں ہوتے ہیں؟

حصہ دوم۔ میرا کردار

☐کیا میں ہمیشہ سچ بولتا ہوں؟

☐کیا میں وعدہ پورا کرتا ہوں؟

☐کیا میں امانت میں خیانت نہیں کرتا؟

☐کیا میں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتا ہوں؟

☐کیا میں غیبت، بہتان اور جھوٹ سے بچتا ہوں؟

☐کیا میں دوسروں کے ساتھ انصاف کرتا ہوں؟

☐کیا میں اختلاف کے باوجود احترام برقرار رکھتا ہوں؟

حصہ سوم۔ وطن اور ریاست کے بارے میں میرا کردار

☐کیا میں پاکستان کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت سمجھتا ہوں؟

☐کیا میں ملکی قوانین کی پابندی کرتا ہوں؟

☐کیا میں ٹریفک قوانین پر عمل کرتا ہوں؟

☐کیا میں قومی املاک کی حفاظت کرتا ہوں؟

☐کیا میں صفائی کا خیال رکھتا ہوں؟

☐کیا میں اپنے فرائض دیانت داری سے انجام دیتا ہوں؟

☐کیا میں رشوت دینے یا لینے سے مکمل اجتناب کرتا ہوں؟

☐کیا میں بدعنوانی کی ہر شکل سے نفرت کرتا ہوں؟

حصہ چہارم۔ معاشرتی ذمہ داریاں

☐کیا میں والدین کی خدمت کرتا ہوں؟
☐کیا میں اپنے خاندان کے حقوق ادا کرتا ہوں؟
☐کیا میں پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہوں؟
☐کیا میں ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہوں؟
☐کیا میں معاشرے میں خیر اور اصلاح کا ذریعہ بنتا ہوں؟
☐کیا میں اختلافات کو بڑھانے کے بجائے کم کرنے کی کوشش کرتا ہوں؟

حصہ پنجم۔علم اور شخصیت سازی

☐کیا میں روزانہ کچھ نہ کچھ نیا سیکھتا ہوں؟
☐کیا میں اچھی کتابیں پڑھتا ہوں؟
☐کیا میں اپنی پیشہ ورانہ صلاحیت بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہوں؟
☐کیا میں نوجوان نسل کی حوصلہ افزائی کرتا ہوں؟
☐کیا میں وقت کی قدر کرتا ہوں؟
☐کیا میں سوشل میڈیا ذمہ داری سے استعمال کرتا ہوں؟

حصہ ششم۔ معاشی دیانت

☐کیا میری آمدنی حلال ذرائع سے ہے؟
☐کیا میں کاروبار یا ملازمت میں دیانت اختیار کرتا ہوں؟
☐کیا میں اسراف سے بچتا ہوں؟
☐کیا میں دوسروں کا مالی حق ادا کرتا ہوں؟
☐کیا میں اپنے وسائل کا درست استعمال کرتا ہوں؟

حصہ ہفتم۔ قومی اتحاد

☐کیا میں نفرت انگیز گفتگو سے اجتناب کرتا ہوں؟
☐کیا میں افواہوں کو تحقیق کے بغیر آگے نہیں بڑھاتا؟
☐کیا میں قومی اتحاد کو ذاتی اختلافات پر ترجیح دیتا ہوں؟
☐کیا میں پاکستان کی ترقی کے لیے دعا بھی کرتا ہوں اور عملی کردار بھی ادا کرتا ہوں؟

مجموعی جائزہ

اگر آپ کے زیادہ تر جوابات "**ہمیشہ**" یا "**اکثر**" ہیں تو الحمد للہ آپ آزادی کی نعمت کا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔
اگر کئی جوابات "**کبھی کبھی**"، "**بہت کم**" یا "**کبھی نہیں**" ہیں تو یہ مایوسی کا نہیں بلکہ اصلاح کا موقع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دروازۂ توبہ اور اصلاح ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

میرا ذاتی عہد

میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر یہ عہد کرتا ہوں کہ:

- میں قرآن و سنت کو اپنی زندگی کی رہنمائی بناؤں گا۔

- میں اپنے وطن پاکستان سے محبت کروں گا۔
- میں قانون کی پابندی کروں گا۔
- میں رشوت، بدعنوانی، جھوٹ اور خیانت سے دور رہوں گا۔
- میں اپنے گھر، اپنے ادارے اور اپنے معاشرے میں مثبت کردار ادا کروں گا۔
- میں آنے والی نسلوں کے لیے ایک بہتر پاکستان چھوڑنے کی کوشش کروں گا۔
- میں آزادی کو صرف ایک حق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھوں گا۔

قوموں کی تقدیر تقریروں سے نہیں، کردار سے بدلتی ہے؛ اور کردار کی اصلاح خود احتسابی سے شروع ہوتی ہے۔

خلاصۂ کتاب برائے فوری مطالعہ

آزادی ایک نعمتِ خداوندی ہے — اس کی قدر کیجیے

قرآن وسنت کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

کتاب کا مقصد

یہ کتاب اس بنیادی حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ آزادی **اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمت اور ایک اجتماعی امانت ہے**۔ اس کی حفاظت صرف سرحدوں کے دفاع سے نہیں بلکہ ایمان، علم، عدل، قانون کی پاسداری، امانت داری، قومی اتحاد، محنت اور اعلیٰ اخلاق سے ممکن ہے۔

قرآنِ کریم اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح تعلیمات کی روشنی میں یہ کتاب فرد، خاندان، معاشرے اور ریاست—سب کی ذمہ داریوں کو واضح کرتی ہے، تاکہ ہر مسلمان آزادی کے حقیقی مفہوم کو سمجھے اور اپنی عملی زندگی میں اس کا حق ادا کرے۔

کتاب کا مرکزی پیغام

اس کتاب کا بنیادی پیغام تین جملوں میں بیان کیا جا سکتا ہے:

- ✓ **آزادی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔**
- ✓ **آزادی ایک امانت ہے۔**
- ✓ **آزادی صرف ذمہ دار قوموں کے پاس باقی رہتی ہے۔**

آزادی کا حقیقی مفہوم

آزادی صرف سیاسی خودمختاری کا نام نہیں بلکہ:

- **اللہ تعالیٰ کے سوا ہر باطل قوت کی غلامی سے آزادی؛**
- **دینی آزادی؛**
- **فکری آزادی؛**
- **اخلاقی آزادی؛**
- **معاشی خودانحصاری؛**
- **انصاف پر مبنی اجتماعی زندگی؛**
- **قانون کے احترام کے ساتھ باوقار زندگی گزارنے کا حق بھی آزادی ہی کا حصہ ہیں۔**

غلامی کیوں نقصان دہ ہے؟

کتاب واضح کرتی ہے کہ غلامی:

- **انسانی عزت کو ختم کرتی ہے۔**
- **علم وترقی کا راستہ روکتی ہے۔**
- **معاشی کمزوری پیدا کرتی ہے۔**
- **ظلم اور استحصال کو فروغ دیتی ہے۔**
- **قوموں کا اعتماد ختم کردیتی ہے۔**

اسلام نے اسی لیے غلامی کے خاتمے کے لیے تدریجی، حکیمانہ اور عملی اصلاحات نافذ کیں۔

اسلام کا اصلاحی نظام

اسلام نے:

- ✓ تمام انسانوں کی مساوات کا اعلان کیا۔
- ✓ غلاموں کے حقوق مقرر کیے۔
- ✓ غلام آزاد کرنے کو عبادت قرار دیا۔
- ✓ آزادی کے قانونی راستے کھولے۔
- ✓ حسنِ سلوک کو ایمان کا حصہ بنایا۔
- ✓ ظلم اور استحصال کی ہر شکل کی مذمت کی۔

یہ تعلیمات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ اسلام انسانی عزت اور آزادی کا محافظ ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہد

برصغیر کے مسلمانوں نے:

- اپنے دینی تشخص،
- مذہبی آزادی،
- تہذیبی شناخت،
- اور محفوظ مستقبل

کے تحفظ کے لیے طویل جدوجہد کی۔ قیامِ پاکستان اسی جدوجہد، قربانی، ہجرت اور استقامت کا نتیجہ ہے۔ یہ آزادی ہمیں صرف ورثے میں نہیں ملی بلکہ لاکھوں قربانیوں کے بعد حاصل ہوئی ہے، اس لیے اس کی حفاظت ہماری مشترکہ ذمہ داری ہے۔

آزادی کے بعد ہماری ذمہ داریاں

ہر پاکستانی کی ذمہ داری ہے کہ وہ:

- اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرے۔
- قانون کی پابندی کرے۔
- دیانت داری اختیار کرے۔
- قومی وسائل کی حفاظت کرے۔
- تعلیم اور تحقیق کو فروغ دے۔
- وطن سے محبت کرے۔
- قومی اتحاد کو مضبوط بنائے۔
- آنے والی نسلوں کی بہترین تربیت کرے۔

آزادی کو کمزور کرنے والے عوامل

کتاب کے مطابق آزادی کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے اسباب یہ ہیں:

- ایمان کی کمزوری؛
- بدعنوانی؛
- قانون شکنی؛
- جھوٹ اور افواہیں؛

- جہالت؛
- فرقہ واریت؛
- تعصب؛
- اخلاقی زوال؛
- قومی وسائل کا ضیاع؛
- نوجوانوں کی بے راہ روی؛
- مایوسی اور غیر ذمہ داری۔

یہ تمام عوامل قوموں کو اندر سے کمزور کر دیتے ہیں۔

مضبوط پاکستان کیسے بن سکتا ہے؟

کتاب یہ نتیجہ پیش کرتی ہے کہ پاکستان اس وقت مضبوط ہوگا جب:

- ✓ قرآن و سنت کو عملی رہنمائی بنایا جائے؛
- ✓ عدل کو ہر سطح پر نافذ کیا جائے؛
- ✓ تعلیم اور تحقیق قومی ترجیح بنے؛
- ✓ نوجوانوں کو بہترین مواقع فراہم کیے جائیں؛
- ✓ معیشت کو خود انحصاری کی بنیاد پر استوار کیا جائے؛
- ✓ قانون سب کے لیے برابر ہو؛
- ✓ بدعنوانی کا خاتمہ کیا جائے؛
- ✓ قومی اتحاد کو فروغ دیا جائے۔

ہر شہری کا کردار

یہ کتاب واضح کرتی ہے کہ پاکستان کی ترقی صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں۔ ہر شخص:

- عالم،
- استاد،
- والدین،
- طالب علم،
- نوجوان،
- تاجر،
- کسان،
- مزدور،
- ڈاکٹر،
- وکیل،
- جج،
- صحافی،
- سرکاری ملازم،

- صنعت کار،
- اور عام شہری

اپنے کردار کے ذریعے وطن کی تعمیر میں حصہ ڈال سکتا ہے۔

اس کتاب کے دس بنیادی پیغامات

1۔ آزادی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔
2۔ آزادی کے ساتھ ذمہ داری بھی لازم ہے۔
3۔ اسلام انسانی آزادی، عزت اور عدل کا دین ہے۔
4۔ غلامی کی ہر شکل انسانیت کے خلاف ہے۔
5۔ پاکستان قربانیوں کی امانت ہے۔
6۔ قانون کی پابندی آزادی کی حفاظت ہے۔
7۔ تعلیم، تحقیق اور کردار سازی قومی ترقی کی بنیاد ہیں۔
8۔ بدعنوانی اور ناانصافی آزادی کے دشمن ہیں۔
9۔ قومی اتحاد ترقی کی کنجی ہے۔
10۔ ہر شہری پاکستان کی تعمیر میں برابر کا شریک ہے۔

اس کتاب سے کیا سیکھا جا سکتا ہے؟

یہ کتاب قاری کو سکھاتی ہے کہ:

- آزادی کا صحیح مفہوم کیا ہے۔
- اسلام آزادی کو کس نظر سے دیکھتا ہے۔
- غلامی کے نقصانات کیا ہیں۔
- قیامِ پاکستان کی اہمیت کیا ہے۔
- ایک اچھا شہری کیسے بنا جا سکتا ہے۔
- آزادی کی حفاظت کیسے کی جا سکتی ہے۔
- پاکستان کی ترقی میں ہر فرد کیا کردار ادا کر سکتا ہے۔

ایک منٹ کا خلاصہ

اگر پوری کتاب کو صرف ایک مختصر پیغام میں بیان کیا جائے تو وہ یہ ہے:

"آزادی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اس کی حفاظت ایمان، علم، عدل، دیانت، اتحاد، محنت اور کردار سے ہوتی ہے۔ پاکستان کی ترقی کسی ایک ادارے یا فرد کی ذمہ داری نہیں بلکہ پوری قوم کی مشترکہ امانت ہے۔ اگر ہر پاکستانی اپنے حصے کی ذمہ داری ادا کرے تو پاکستان ایک مضبوط، خوش حال اور باوقار اسلامی ریاست بن سکتا ہے۔"

یاد رکھنے کے لیے سات سنہری اصول

✓
اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق
✓قرآن وسنت کی پیروی
✓قانون کی پابندی
✓امانت ودیانت
✓علم اور مسلسل محنت
✓قومی اتحاد
✓خدمتِ وطن

اختتامی پیغام

اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزادی کی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے۔ اس نعمت کا شکر صرف الفاظ سے ادا نہیں ہوتا بلکہ ایمان، کردار، دیانت، انصاف، محنت، قانون کی پابندی اور وطن کی مخلصانہ خدمت سے ادا ہوتا ہے۔

آئیے عہد کریں کہ ہم اپنے آپ کو بدلیں گے، اپنے خاندان کو سنواریں گے، اپنے معاشرے کی اصلاح کریں گے اور اپنے وطن پاکستان کو ایک مضبوط، باوقار، خوش حال اور مثالی اسلامی ریاست بنانے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔

اصطلاحات

Glossary۔

اس کتاب میں استعمال ہونے والی اہم اصطلاحات کی مختصر اور آسان تشریح درج ذیل ہے تاکہ عام قاری، طلبہ، اساتذہ، ائمہ اور محققین کتاب کے موضوع کو زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکیں۔

آزادی ۔ Freedom

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ وہ نعمت جس کے ذریعے انسان اپنی جائز دینی، اخلاقی، معاشرتی اور قانونی ذمہ داریوں کو کسی ناجائز جبر کے بغیر انجام دے سکے۔

حریت ۔ Liberty

انسانی عزت، وقار اور بنیادی حقوق کے تحفظ کے ساتھ زندگی گزارنے کی کیفیت، جو قانون اور اخلاق حدود کے اندر ہو۔

غلامی ۔ Slavery

ایسی حالت جس میں انسان اپنی مرضی، اختیار یا بنیادی حقوق سے محروم ہو اور کسی دوسرے کے ناجائز تسلط یا جبر کے تحت زندگی گزارنے پر مجبور ہو۔

خود مختاری ۔ Sovereignty

کسی ریاست کا اپنے داخلی اور خارجی معاملات میں آزادانہ فیصلے کرنے کا حق، بغیر کسی بیرونی تسلط یا دباؤ کے۔

ریاست ۔ State

ایک منظم سیاسی و انتظامی نظام جو ایک متعین سرزمین، مستقل آبادی، حکومت اور خود مختار اختیار پر مشتمل ہو۔

وطن ۔ Homeland

وہ سرزمین جہاں انسان اپنی قومی، دینی، تاریخی اور تہذیبی شناخت کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔

قوم ۔ Nation

ایسے افراد کا اجتماعی مجموعہ جو مشترکہ تاریخ، تہذیب، اقدار، شناخت یا اجتماعی شعور رکھتے ہوں۔

شہریت ۔ Citizenship

ریاست اور شہری کے درمیان قانونی تعلق، جس کے نتیجے میں شہری کو حقوق حاصل ہوتے ہیں اور اس پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

قانون کی حکمرانی ۔ Rule of Law

ایسا نظام جس میں قانون سب پر یکساں نافذ ہو اور کوئی شخص یا ادارہ قانون سے بالاتر نہ ہو۔

عدل ۔ Justice

ہر حق دار کو اس کا حق دینا، کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرنا اور ہر معاملے میں انصاف پر قائم رہنا۔

احسان ۔ Excellence in Conduct

صرف انصاف پر اکتفا نہ کرنا بلکہ حسنِ سلوک، خیر خواہی اور بھلائی کے اعلیٰ معیار کو اختیار کرنا۔

امانت ۔ Trust

وہ ذمہ داری یا حق جو اللہ تعالیٰ یا انسان کسی شخص کے سپرد کرے اور جس کی حفاظت کرنا لازم ہو۔

دیانت ۔ Integrity

ہر حال میں سچائی، امانت داری اور ایمانداری پر قائم رہنے کا وصف۔

بدعنوانی ۔ Corruption

اختیار، منصب یا وسائل کا ذاتی مفاد کے لیے ناجائز استعمال، جیسے رشوت، خیانت، جعل سازی یا مالی بے ضابطگی۔

تقویٰ ۔ Taqwa

اللہ تعالیٰ کا خوف، اس کی رضا کی طلب اور ہر ایسے عمل سے بچنا جو اس کی ناراضی کا سبب بنے۔

اخلاص ۔ Sincerity

ہر نیک عمل کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انجام دینا۔

شوریٰ ۔ Consultation

اہم معاملات میں اہلِ علم اور متعلقہ افراد سے مشورہ کر کے فیصلہ کرنا۔

اتحاد ۔ Unity

اختلافات کے باوجود مشترکہ مقاصد کے لیے باہم تعاون، احترام اور یکجہتی کے ساتھ رہنا۔

ذمہ داری ۔ Responsibility

وہ فرض یا امانت جس کے بارے میں انسان اللہ تعالیٰ اور معاشرے کے سامنے جواب دہ ہو۔

حقوق العباد ۔ Rights of People

وہ حقوق جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ایک دوسرے پر عطا کیے ہیں، جیسے جان، مال، عزت، انصاف اور حسنِ سلوک کا حق۔

خدمتِ خلق ۔ Service to Humanity

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انسانوں کی جائز ضروریات پوری کرنا اور ان کے فائدے کے لیے کام کرنا۔

قومی مفاد ۔ National Interest

وہ اجتماعی فائدہ جو پوری قوم اور ریاست کے استحکام، سلامتی، ترقی اور خوش حالی کے لیے ضروری ہو۔

قومی یکجہتی ۔ National Unity

ریاست کے تمام شہریوں کا باہمی احترام، تعاون اور مشترکہ قومی مقاصد پر متحد رہنا۔

خوداحتسابی ۔ Self_Accountability

اپنے اعمال، کردار اور ذمہ داریوں کا دیانت داری سے جائزہ لینا اور اپنی اصلاح کی کوشش کرنا۔

کردارسازی ۔ Character Building

ایمان، اخلاق، علم، دیانت، صبر، نظم و ضبط اور ذمہ داری جیسی صفات کو اپنی شخصیت کا حصہ بنانا۔

تعلیم ۔ Education

علم، مہارت، اخلاق اور شعور حاصل کرنے کا منظم عمل جو فرد اور معاشرے دونوں کی ترقی کا ذریعہ بنتا ہے۔

تحقیق ۔ Research

حقائق کی تلاش، دلائل کا جائزہ اور مستند معلومات کی بنیاد پر درست نتائج تک پہنچنے کا علمی عمل۔

خود انحصاری ۔ Self_Reliance

اپنی صلاحیتوں، وسائل اور محنت پر اعتماد کرتے ہوئے ترقی کی راہ اختیار کرنا۔

شہادت ۔ Martyrdom

اللہ تعالیٰ کے دین یا کسی جائز دینی و قومی مقصد کے لیے اپنی جان قربان کرنا، جس کا حقیقی اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

امن ۔ Peace

ایسی حالت جس میں جان، مال، عزت، دین اور بنیادی حقوق محفوظ ہوں اور لوگ اطمینان کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

خوش حالی ۔ Prosperity

ایسا متوازن معاشرہ جہاں دینی، اخلاقی، معاشی، تعلیمی اور سماجی ترقی ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔

اسراف ۔ Wastefulness

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو ضرورت سے زیادہ یا غلط طریقے سے استعمال کرنا۔

ارضِ پاک

اس کتاب میں '**ارضِ پاک**' سے مراد اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، جسے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت اور مسلمانوں کی تاریخی جدوجہد کا ثمر قرار دیا گیا ہے۔

منتخب مراجع

Selected References

صرف قرآنِ کریم اور صحاحِ ستہ

اشاعتی نوٹ

اس کتاب کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دینی دلائل کے لیے **صرف قرآنِ کریم اور صحاحِ ستہ** سے استدلال کیا گیا ہے۔ جہاں ممکن ہوا، **متفق علیہ احادیث**۔صحیح البخاری وصحیح مسلم کو ترجیح دی گئی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ عام قاری، طالب علم، امام، خطیب اور محقق ایک مستند اور قابلِ اعتماد ماخذ سے استفادہ کر سکے۔

اول: قرآنِ کریم

اس کتاب میں درج تمام آیات درج ذیل سورتوں سے اخذ کی گئی ہیں:

- سورة البقرة
- سورة آل عمران
- سورة النساء
- سورة المائدة
- سورة الأنعام
- سورة الأعراف
- سورة الأنفال
- سورة التوبة
- سورة الرعد
- سورة النحل
- سورة الإسراء
- سورة الحج
- سورة النور
- سورة الحجرات
- سورة محمد
- سورة الشوریٰ
- سورة الصف
- سورة العصر

نوٹ: تمام آیات کا متن رسمِ عثمانی کے مطابق اور حوالہ۔سورة، آیت نمبر۔ کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔

دوم: احادیثِ نبوی ﷺ

صحاحِ ستہ

1۔ صحیح البخاری

کتاب میں درج احادیث میں سے متعدد صحیح البخاری سے ماخوذ ہیں، جن میں خصوصاً یہ مضامین شامل ہیں:

- ہر شخص اپنی ذمہ داری کا نگہبان ہے۔

- بہترین انسان وہ ہے جس کے اخلاق بہترین ہوں۔
- عدل، امانت اور ذمہ داری۔
- حسنِ معاشرت۔
- انسانی حقوق کی حفاظت۔

2۔ صحیح مسلم

صحیح مسلم سے درج اہم موضوعات:

- طاقت ور مومن کی فضیلت۔
- مفید کام کی حرص اور اللہ سے مدد طلب کرنا۔
- مسلمانوں کی باہمی مدد۔
- اجتماعی ذمہ داری۔
- ایمان اور کردار۔

3۔ سنن ابی داؤد

جہاں ضرورت پیش آئی، وہاں معاشرتی معاملات اور اسلامی اخلاق سے متعلق صحیح روایات سے استفادہ کیا گیا۔

4۔ جامع الترمذی

اخلاق، حسنِ معاشرت اور بعض فضائل سے متعلق صحیح یا حسن درجے کی روایات سے استفادہ کیا گیا، بشرطیکہ وہ کتاب کے متفقہ معیار کے مطابق ہوں۔

5۔ سنن النسائی

عبادات، اخلاق اور اجتماعی ذمہ داریوں سے متعلق منتخب صحیح روایات سے استفادہ کیا گیا۔

6۔ سنن ابن ماجہ

ضرورت کے مطابق ایسی صحیح یا حسن روایات سے استفادہ کیا گیا جو کتاب کے موضوع سے براہِ راست متعلق تھیں۔

حوالہ جاتی اصول

اس کتاب میں ہر قرآنی آیت اور حدیث کے لیے درج ذیل یکساں اشاعتی معیار اختیار کیا گیا ہے:

قرآنی آیات

سورۃ ------- :آیت -------

مثال:

سورۃ الحجرات:6

احادیث

صحیح البخاری، حدیث------- :

یا

صحیح مسلم، حدیث------- :

یا

سنن ابی داؤد، حدیث------- :

اسی یکساں انداز کو پوری کتاب میں برقرار رکھا گیا ہے۔

علمی احتیاط

اس کتاب کی تیاری میں درج ذیل اصول ملحوظ رکھے گئے ہیں:

✓قرآنِ کریم کے متن میں کسی قسم کا اختصار نہیں کیا گیا۔

✓تمام آیات کے ساتھ سورت اور آیت نمبر درج کیے گئے۔

✓احادیث کے ساتھ کتاب کا نام اور حدیث نمبر درج کیا گیا۔

✓جہاں ممکن ہوا، متفق علیہ احادیث کو ترجیح دی گئی۔

✓ایسی مشہور روایات جو صحاحِ ستہ میں موجود نہیں تھیں، انہیں اصل استدلال میں شامل نہیں کیا گیا۔

✓ضعیف اور غیر مستند روایات سے اجتناب کیا گیا۔

اشاعتی معیار کے لیے آخری علمی جانچ

حتمی اشاعت سے قبل درج ذیل امور کی ایک مرتبہ دوبارہ تصدیق کی جائے:

- تمام قرآنی آیات کا رسمِ عثمانی۔
- تمام آیت نمبروں کی صحت۔
- تمام احادیث کے اصل الفاظ۔
- حدیث نمبروں کی مطابقت۔ استعمال شدہ ایڈیشن کے مطابق۔
- عربی متن کی اعراب بندی۔
- حوالہ جاتی فارمیٹ کی یکسانیت۔

یہ آخری علمی جانچ کتاب کی مستند اشاعت کو مزید مضبوط بنائے گی۔

آیاتِ قرآنی کا اشاریہ

Index of Qur'ānic Verses

اشاعتی نوٹ

اس اشاریے میں کتاب میں استعمال ہونے والی تمام قرآنی آیات کو ترتیبِ مصحف کے مطابق درج کیا گیا ہے تاکہ قاری، طالب علم، خطیب، امام، استاد اور محقق مطلوبہ آیت تک بآسانی رسائی حاصل کر سکیں۔

موضوع	آیت	سورة
نیکی کا جامع تصور	177	البقرة
اتحاد و اتفاق	103	آل عمران
امانت اور عدل	58	النساء
انصاف پر ثابت قدمی	135	النساء
نیکی اور تقویٰ میں تعاون	2	المائدة
عدل و انصاف	8	المائدة
عدل اور دیانت	152	الأنعام
اصلاح کے بعد فساد سے اجتناب	56	الأعراف
اختلاف سے اجتناب	46	الأنفال
عمل کی ذمہ داری	105	التوبة
خود اصلاح اور قومی تبدیلی	11	الرعد
عدل، احسان اور حقوق	90	النحل
عہد کی پابندی	34	الإسراء
اقتدار اور دینی ذمہ داریاں	41	الحج
ایمان والوں سے استخلاف کا وعدہ	55	النور
خبر کی تحقیق	6	الحجرات
اخوتِ اسلامی	10	الحجرات
انسانی مساوات	13	الحجرات
اللہ کی مدد اور استقامت	7	محمد
باہمی مشاورت	38	الشوریٰ
نظم و اتحاد	4	الصف
وقت، ایمان، عمل صالح اور صبر	1–3	العصر

موضوعاتی اشاریہ

آزادی

- سورۃ النور: 55
- سورۃ محمد: 7
- سورۃ الحج: 41

عدل

- سورۃ النساء: 58
- سورۃ النساء: 135
- سورۃ المائدۃ: 8
- سورۃ النحل: 90

اتحاد

- سورۃ آل عمران: 103
- سورۃ الأنفال: 46
- سورۃ الحجرات: 10
- سورۃ الصف: 4

امانت اور ذمہ داری

- سورۃ النساء: 58
- سورۃ الإسراء: 34
- سورۃ التوبۃ: 105

تحقیق اور سچائی

- سورۃ الحجرات: 6

قومی اصلاح

- سورۃ الرعد: 11
- سورۃ الأعراف: 56

خدمت اور نیکی

- سورۃ المائدۃ: 2
- سورۃ البقرۃ: 177

وقت کی قدر

- سورۃ العصر: 1–3

احادیثِ نبوی ﷺ کا اشاریہ

Index of Prophetic Aḥādīth

اشاعتی نوٹ

اس اشارئیے میں کتاب میں استعمال ہونے والی تمام احادیثِ نبوی ﷺ کو **صحاحِ ستہ کی ترتیب** کے مطابق مرتب کیا گیا ہے تاکہ قاری، طالب علم، امام، خطیب، استاد اور محقق مطلوبہ حدیث تک آسانی سے رسائی حاصل کر سکیں۔

صحیح البخاری

صفحہ	موضوع	حدیث نمبر
ــــ	بہترین مسلمان وہ ہیں جن کے اخلاق بہترین ہوں	3559
ــــ	ہر شخص اپنی ذمہ داری کا نگہبان ہے	7138

صحیح مسلم

صفحہ	موضوع	حدیث نمبر
ــــ	ہر شخص اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے (*متفق علیہ*)	1829
ــــ	حسنِ اخلاق کی فضیلت	2321
ــــ	طاقت ور مومن، مفید کام کی حرص اور اللہ سے مدد طلب کرنا	2664
ــــ	اپنے مسلمان بھائی کی مدد کی فضیلت	2699

سنن ابی داؤد

اس کتاب میں کوئی مستقل استدلال سنن ابی داؤد سے نقل نہیں کیا گیا۔

جامع الترمذی

اس کتاب میں کوئی مستقل استدلال جامع الترمذی سے نقل نہیں کیا گیا۔

سنن النسائی

اس کتاب میں کوئی مستقل استدلال سنن النسائی سے نقل نہیں کیا گیا۔

سنن ابن ماجہ

اس کتاب میں کوئی مستقل استدلال سنن ابن ماجہ سے نقل نہیں کیا گیا۔

موضوعاتی اشاریہ

امانت اور ذمہ داری

- صحیح البخاری: 7138
- صحیح مسلم: 1829

حسنِ اخلاق

- صحیح البخاری: 3559
- صحیح مسلم: 2321

خدمتِ خلق

- صحیح مسلم: 2699

قوت، محنت اور مثبت طرزِ عمل

- صحیح مسلم: 2664

فرد اور ریاست کی ذمہ داری

- صحیح البخاری: 7138
- صحیح مسلم: 1829

احادیث کی درجہ بندی

درجہ	تعداد
متفق علیہ	1
صحیح البخاری	2
صحیح مسلم	4
دیگر صحاحِ ستہ	0

ضمیمہ

پاکستان کی آزادی — ایک مختصر تاریخی زمانی خاکہ

"قومیں اپنے ماضی کو یاد رکھ کر ہی اپنے مستقبل کی درست منصوبہ بندی کرتی ہیں۔"

یہ زمانی خاکہ برصغیر کے مسلمانوں کی سیاسی، دینی اور قومی جدوجہد کے چند اہم سنگِ میل پیش کرتا ہے۔ اس کا مقصد تاریخی تفصیلات بیان کرنا نہیں بلکہ آزادی کے سفر کی ایک جامع تصویر قاری کے سامنے رکھنا ہے۔

تاریخی اہمیت	اہم واقعہ	سن
برصغیر میں اسلامی تہذیب و تمدن کا آغاز	محمد بن قاسمؒ کی سندھ آمد	712ء
مسلمانوں کی منظم حکومت کا آغاز	سلطنتِ دہلی کا قیام	1206ء
برصغیر میں سیاسی استحکام اور تہذیبی ترقی	مغلیہ سلطنت کا قیام	1526ء
مغلیہ سلطنت کے زوال کا آغاز	اورنگزیب عالمگیرؒ کا انتقال	1707ء
برطانوی اثر و رسوخ میں نمایاں اضافہ	جنگِ پلاسی	1757ء
مسلمانوں اور دیگر اہلِ وطن کی آزادی کی پہلی بڑی جدوجہد	جنگِ آزادی	1857ء
مسلم تشخص کے تحفظ کی نئی بحث	اردو۔ہندی تنازع	1867ء
جدید تعلیم کے فروغ کی بنیاد	علی گڑھ تحریک	1875ء
مسلمانوں کی سیاسی نمائندگی کا آغاز	آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام	1906ء
مسلمانوں میں قومی شعور میں اضافہ	اصلاحات اور سیاسی بیداری	1919ء
علامہ محمد اقبالؒ نے مسلم ریاست کا تصور پیش کیا	خطبۂ الہ آباد	1930ء
الگ مسلم مملکت کا باقاعدہ مطالبہ	قراردادِ لاہور	1940ء
مسلمانوں نے علیحدہ وطن کے حق میں بھرپور مینڈیٹ دیا	انتخابات	1946ء
آزاد اسلامی ریاست کا قیام	**قیامِ پاکستان**	**14 اگست 1947ء**
لاکھوں مسلمانوں کی قربانیاں اور نئے وطن کی تعمیر	ہجرت اور آبادکاری	1947–48ء
پاکستان اسلامی جمہوریہ قرار پایا	پہلا آئین	1956ء
موجودہ آئینی نظام کی بنیاد	متفقہ آئین	1973ء
قومی دفاع اور خودمختاری کا استحکام	ایٹمی صلاحیت کا اظہار	1998ء
ترقی، استحکام اور قومی خوداحتسابی کا ہدف	قیامِ پاکستان کے 100 سال	2047ء

عہد آزادی۔ آزادی کا سفر ابھی جاری ہے

14 اگست 1947ء آزادی کی منزل نہیں بلکہ ایک نئے سفر کا آغاز تھا۔

اب ہماری ذمہ داری ہے کہ:

- ✓ پاکستان کو امن کا گہوارہ بنائیں۔
- ✓ عدل وانصاف کو مضبوط کریں۔
- ✓ تعلیم وتحقیق کو قومی ترجیح بنائیں۔
- ✓ معیشت کو خود انحصاری کی بنیاد پر استوار کریں۔
- ✓ نوجوانوں کو بہترین کردار اور جدید مہارتوں سے آراستہ کریں۔
- ✓ قرآن وسنت کی تعلیمات کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نافذ کریں۔

قومی عہد

ہم اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ:

- ✓ پاکستان کی آزادی کی حفاظت کریں گے۔
- ✓ اس کی نظریاتی، اخلاقی اور جغرافیائی سلامتی کا احترام کریں گے۔
- ✓ اختلافات کے باوجود قومی اتحاد کو برقرار رکھیں گے۔
- ✓ اپنے فرائض دیانت داری سے انجام دیں گے۔
- ✓ آنے والی نسلوں کے لیے ایک مضبوط، محفوظ اور خوش حال پاکستان چھوڑنے کی کوشش کریں گے۔

اختتامی پیغام

آزادی ہمیں ہمارے بزرگوں کی قربانیوں سے ملی ہے، لیکن اس کی بقا ہمارے کردار، ہماری دیانت، ہماری محنت اور ہمارے اتحاد پر منحصر ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم نعمت کی قدر کرنے، اس کا شکر ادا کرنے اور اسے آنے والی نسلوں تک عزت ووقار کے ساتھ منتقل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین۔

دعائے اختتام

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس معمولی کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اسے دینِ اسلام، وطنِ عزیز پاکستان اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے، اور اس کتاب کو ہر پڑھنے والے کے دل میں آزادی کی قدر، ذمہ داری کا احساس، وطن سے محبت اور قرآن وسنت کی پیروی کا جذبہ پیدا کرنے کا ذریعہ بنائے۔
آمین یا رب العالمین۔

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

"اے ہمارے رب! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بے شک تو ہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔"

(سورۃ البقرۃ: 127)

"آزادی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے؛ اس کی حفاظت ایمان، علم، عدل، اتحاد اور کردار سے ہوتی ہے۔"

Al-Haqq al-Bayān Library
الحق البیان لائبریری

الحق البیان لائبریری

(Al_Haqq al_Bayan Library)

AUTHENTIC EDITION CERTIFICATE

(Official Publisher Verification Page)

Official Publication

This book is an **official publication** of _Al_Haqq al_Bayan Library.

The publisher has taken due care in preparing this edition through scholarly review, editorial verification, and publication_quality checks_ Readers are requested to rely upon the official edition issued by the publisher_

Publication Details

Book Title:

آزادی — ایک نعمتِ خداوندی، اس کی قدر کیجیے

قرآن وسنت کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

Author / Compiler:

ترتیب، علمی تحقیق، تدوین وانتظام

شعبہ تحقیق واشاعت

الحق البیان لائبریری

AHBL Publication Code:

AHBL_2026_AAZA_002_R01

Edition: First Edition

Publication Date: 2026_07_31

Language: URDU

Publisher Identity

Publisher

الحق البیان لائبریری

(Al_Haqq al_Bayan Library)

Official Contact

Official Digital Library:

https://archive_org/details/@alhaqueulbayan/uploads

آزادی — ایک نعمتِ خداوندی

اس کی قدر کیجیے

قرآن و سنت کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

یہ کتاب آزادی کے حقیقی مفہوم، اس کی قدر وحفاظت، انسانی و قومی ذمہ داریوں اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک مضبوط، پرامن اور خوش حال پاکستان کی تعمیر میں ہر شہری کے کردار کو اجاگر کرنے کی ایک جامع اور تحقیقی کاوش ہے۔

یہ صرف معلومات نہیں دیتی بلکہ فکر کردار اور عمل میں مثبت تبدیلی کے لیے عملی رہنمائی بھی فراہم کرتی ہے۔

کتاب کے اہم موضوعات

- آزادی کا اسلامی تصور
- آزادی: نعمت، قدر اور شکر گزاری
- آزادی کے تحفظ کے لیے شرعی و اخلاقی ذمہ داریاں
- آزادی کو لاحق خطرات اور ان سے بچاؤ
- ہر فرد کی قومی ذمہ داری
- پاکستان کی تعمیر: اصول، رہنما خطوط اور عملی اقدامات
- آزادی کے تحفظ کے لیے عملی لائحہ عمل

الحق البیان
لائبریری
علم • تحقیق • ہدایت • اصلاح